امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ اصلاح معاشرہ کی فکر کیجئے
■ مثبت طرز فکر تعمیر وترقی کا غماز
■ اسلام کا عقیدۂ توحید
■ احساسات وجذبات کے نئے زاویے
■ اسلامی فوج کے پہلے علمبردار
■ ملی سرگرمیاں، طب وصحت، ہفتہ رفتہ

جلد نمبر 62/72 — مورخہ ۱۴ر صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۲ر ستمبر ۲۰۲۲ء روز سوموار — شمارہ نمبر 34

بین السطور

اللہ کے محبوب بندے

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اللہ رب العزت رحمٰن اور رحیم ہے، اس رحمت کی وجہ سے اللہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے، بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر ستر ماؤں سے زیادہ مہربان ہے، یہ ستر کا عدد بھی اصلاً بندوں کو سمجھانے کے لئے ہے ورنہ صحیح یہی ہے کہ اللہ کی رحمتیں ہر چیز کو محیط ہیں ”وَ رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْء“ (الاعراف:156) اللہ فرماتے ہیں میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے اور اس وسعت کا دائرہ تمام مخلوقات کو اپنے گھیرے میں لئے ہوا ہے۔

اللہ کی رحمت جب بندے پر متوجہ ہوتی ہے تو وہ اللہ کا محبوب ہوجاتا ہے، لیکن اللہ کے محبوب بننے کے لئے پہلے خود کو اللہ کے حوالہ کردینا ہوتا ہے۔ ”من كان لله كان الله له“ جو اللہ کا ہوگیا، اللہ اس کا ہوجاتا ہے، قرآن کریم اور احادیث میں اللہ کے محبوب بندوں کے صفات ذکر کیے گئے ہیں، اگر ہم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہیں تو وہ صفات ہمیں اپنے اندر پیدا کرنا چاہیے؛ کیوں کہ اللہ نے اعلان کیا ہے کہ میں ان صفات کے حاملین کو پسند کرتا ہوں۔

ان میں سب سے اہم چیز یہ ہے کہ بندہ نے جو غلطیاں کی ہیں، احکام خدا اور رسول کی ان دیکھی کرکے ”رب مانی“ کے بجائے ”من مانی“ زندگی گزاری ہے، اس سے آئندہ کے عزم کے ساتھ اللہ رب العزت کے دربار میں توبہ کرے، اللہ کے سامنے گرگرائے، معافی مانگے، اس لیے کہ اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں ”اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوابِينَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْن“ (سورۃ البقرہ:223) حدیث پاک میں ہے ”التائب من الذنب كمن لا ذنب له“ (رواہ ابن ماجہ عن عبداللہ بن مسعود) گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو؛ بلکہ اللہ رب العزت نے اس سے اوپر کی ایک بات بتائی کہ توبہ کرنے کے بعد اللہ اس کے سیئات کو حسنات میں بدل دیتے ہیں بشرطیکہ توبہ کے بعد وہ ایمان اور عمل صالح کی راہ پر گامزن رہے ارشاد ربانی ہے: ”اِلَّا مَن تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَاولٰئِكَ يبدلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَات وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْماً“ (سورۃ الفرقان:70) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اسلام سابقہ تمام گناہوں کو ختم کردیتا ہے تو ایمان والوں کے حق میں تو یہ بدرجہ اولیٰ ہوگا، توبہ کے ساتھ روحانی وجسمانی پاکیزگی بھی ضروری ہے، اللہ پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں، بعض روایتوں میں طہارت اور نظافت کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے، یہ پاکیزگی روحانی بھی ہو یعنی ایمان مفصل میں جن امور اللہ، رسول، فرشتے، آسمانی کتاب، اچھی بُری تقدیر اور بعث بعد الموت پر ایمان و یقین رکھنا ضروری ہے، اس پر یقین بھی رکھتا ہو، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہو، یہ ذہنی اور روحانی پاکیزگی ہے، اس کے ساتھ جسم، لباس اور جگہ وغیرہ کو بھی پاک رکھتا ہو یہ ظاہری پاکیزگی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے بھی محبت کرتے ہیں اور اسے محبوب رکھتے ہیں۔

توبہ اور پاکیزگی کے ساتھ اللہ پر توکل، اعتماد اور بھروسہ بھی بڑی چیز ہے اور اللہ جن بندوں کو محبوب رکھتے ہیں ان میں توکل کی صفت پائی جانی چاہیے اگر اللہ پر توکل نہ ہو تو بندہ اللہ کا محبوب نہیں بن سکتا، اللہ رب العزت کا ارشاد ”اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِين“ (سورہ آل عمران:159) اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ ایک جگہ ارشاد ہے: ”وَ مَنْ يَّتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُه“ (سورۃ الطلاق:03) توکل اسباب سے قطع تعلق کا نام نہیں، اسباب اختیار کرنے کے ساتھ نتیجہ اللہ پر چھوڑ دے یہ توکل ہے، حدیث میں اس کی مثال یہ دی گئی ہے کہ اونٹ کے پاؤں میں رسے باندھو، پھر اللہ پر بھروسہ کرو، حصول رزق کے لیے اسباب اختیار کیے جائیں پھر اللہ پر یقین رکھا جائے کہ کھلانے والی ذات اللہ کی ہے، دوا علاج پر توجہ دیں اور شفایابی کے لیے اللہ پر بھروسہ کیا جائے، مؤثر اصلی دوا علاج کو نہ سمجھا جائے۔

مسائل، مصائب، مشقتیں، فتنے اور آزمائش پر صبر کیا جائے، صبر صرف آہ وفغاں، چاک گریبانی اور سینہ کوبی سے پرہیز کا نام نہیں، صبر، تحمل اور برداشت کا نام ہے، برداشت کے ساتھ اپنے صحیح موقف پر جمنے کا نام ہے، اسی لئے اللہ ان بندوں سے محبت کرتے ہیں جو صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے، پریشانیوں کو من جانب اللہ مان کر راضی برضائے الٰہی رہتے ہیں، یہ کام آسان نہیں ہے، لیکن اللہ نے نماز کے ساتھ استعانت کا ایک طریقہ صبر بھی بتایا ہے اور جو اس کی کسوٹی پر پورا اتر جاتا ہے اللہ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں ”وَ اللّٰهَ يُحِبُّ الصَّابِرِيْن“ (آل عمران:146) کا یہی مفہوم ہے۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا: اللہ اس کے ساتھ ہوجاتے ہیں ”انَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْن“ (سورۃ البقرۃ:146)

توبہ، صبر، توکل، طہارت کے ساتھ بندہ کو اللہ رب العزت سے ڈرنے والا بھی ہونا چاہیے اللہ کا ڈر، اللہ کا خوف اور اس کی خشیت یہ ماسٹر کی (Mastar Key) اور شاہ کلید ہے جب کسی کے دل کے اندر پیدا ہوجائے تو اس کے دل کی دنیا بدل جاتی ہے اس کے سوچنے، جینے، معیشت، معاشرت سب میں ایک ایسی تبدیلی پیدا ہوتی ہے جو کھلی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہے، تقویٰ کس طرح حاصل ہو اس کے لئے مختلف عبادتیں ہمیں دی گئی ہیں اور ان کا مقصد لَعَلَّكُم تَتَّقُوْن تاکہ تم متقی ہوجاؤ بتایا گیا، یہ اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ رب العزت نے اس جملہ کو قرآن کریم میں چھ بار ذکر کیا ہے جن میں سے چار بار سورۃ البقرۃ ہی میں ہے۔ جب انسان کے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوجاتا ہے تو اس کی زندگی، احکام ومرضیات الٰہی اور ہدایت نبوی کے تابع ہوجاتی ہے۔ جب بندہ اس مقام کو پالیتا ہے تو اللہ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں ”اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْن“ (سورۃ التوبۃ:04) میں یہی بات کہی گئی ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ جو اپنا وعدہ پورا کرے، پرہیز گاری اختیار کرے تو بے شک اللہ پرہیز گاروں سے محبت کرتا ہے ”فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْن“ (سورہ آل عمران:76)

ان اوصاف کے حاملین میں جو ایک خاص صفت پیدا ہوجاتی ہے، ان میں ظلم وجور اور ناانصافی سے گریز بھی شامل ہے۔ وہ ظلم نہیں کرتا اور انصاف کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہتا ہے۔ چاہے یہ انصاف خود اس کی ذات، اس کے والدین اور اعزواقرباء کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اسے کسی قوم سے عداوت اور دشمنی ناانصافی پر نہیں ابھارتی وہ عدل کو تقویٰ کا لازمی حصہ سمجھتا ہے۔ ایسے لوگ مُقْسِطْ کہے جاتے ہیں اور اللہ رب العزت کا ارشاد ہے ”اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْن“ (الحجرات:9، الممتحنۃ:8)

اللہ کے محبوب بندوں میں ایک صفت احسان کی بھی پائی جاتی ہے، مختلف مواقع پر انسانی ضروریات کی تکمیل بغیر کسی مدح و ستائش اور صلہ کی امید کے احسان کی ایک قسم ہے، قرآن کریم میں غصہ کو پی جانے اور بندوں کو معاف کرنے کے ذکر کے بعد اللہ رب العزت نے ”وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْن“ (سورۃ البقرۃ:97) کا اعلان کیا اس کا مطلب ہے کہ جب کسی پر غصہ آجائے اور بندہ اس کو معاف کردے تو یہ بھی صفت احسان ہے اور اللہ محسنین کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان بندوں سے بھی محبت کرتا ہے جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اللہ کے راستے میں اپنے جان ومال کی پرواہ کیے بغیر نکل کھڑے ہوتے ہیں اور ان کی صفیں شیشہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہوتی ہیں ”اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْص“ (الصّف:04)

اللہ رب العزت کے محبوب بننے کے لیے احادیث میں بھی کئی صفات کا ذکر ہے، یہ مثبت اوصاف ہیں، جن کا ذکر یہاں کیا گیا ہے، بعض اوصاف وہ ہیں جو اللہ کے نزدیک بندوں کو مبغوض بنادیتے ہیں، قرآن کریم میں ان اوصاف کا ذکر لایحب کے ذریعہ کیا گیا ہے، ان کا ذکر پھر کبھی، فی الوقت تو مثبت اوصاف کو اپنا کر اللہ کے محبوب بننے کی کوشش کی جائے۔

اچھی باتیں

”کبھی کسی کے سامنے اپنی صفائی پیش نہ کرو؛ کیوں کہ جسے تم پر یقین ہے اسے ضرورت نہیں اور جسے تم پر یقین نہیں وہ مانے گا نہیں ☆ کسی کی تباہ حالی پر خوش نہ ہوں، خبر نہیں کل زمانہ تمہارے ساتھ بھی یہی برتاؤ کرے ☆ اگر تمہارے پاس پڑھنے کے لئے وقت نہیں ہے تو تمہارے پاس لکھنے کے لئے الفاظ بھی نہیں ہوسکتے ☆ کسی کے گھر جاؤ تو اپنی آنکھیں قابو میں رکھو اور جب اس کے گھر سے نکلو تو زبان قابو میں رکھو؛ تاکہ وہاں کی عزت اور راز دونوں محفوظ رہیں“ (ماخوذ)

بلا تبصرہ

”پورے ملک میں ہونے والے جرائم کی تعداد سے ریاست بہار کا تقابل کیا جائے تو پڑوسی ریاست اتر پردیش، بنگال ہی نہیں، تلنگانہ، مہاراشٹر وغیرہ جیسی ترقی یافتہ ریاست کے مقابلے بہار زیادہ محفوظ ہے، قتل، عصمت دری، چھیڑ خانی اور اغوا کرکے پھروتی مانگنے جیسے جرائم میں ایک دم سے گراوٹ آئی ہے، بہار میں دیگر ریاستوں کے مقابلے جرائم پر بہتر طور پر قابو پایا گیا ہے۔ یہاں اجتماعی عصمت دری اور آبروریزی کے بعد قتل کا کوئی واقعہ رواں سال میں سامنے نہیں آیا ہے۔“ (حوالہ راشٹریہ سہارا: ۳ر ستمبر ۲۰۲۲ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

قدرت کی نشانیاں

آسمان اور زمین میں کتنی ہی نشانیاں ہیں، جن سے یہ لوگ گذرتے رہتے ہیں، لیکن وہ ان پر دھیان نہیں دیتے۔ (سورہ یوسف: ۱۰۵)

مطلب: اس آیت میں اصلاً یہود اور قریشِ مکہ کی ہٹ دھرمی اور فطری کج روی کو بیان کیا گیا کہ توحید و رسالت کے دلائل واضح ہونے کے باوجود ان میں سے بہت سے لوگ ایمان لانے والے نہیں ہیں کیونکہ اگر یہ خلوص کے ساتھ کھلے ذہن سے غور کرتے تو آسمان وزمین میں اللہ کی کتنی ہی نشانیاں موجود ہیں جن کو دن رات دیکھتے ہیں، لیکن ان کے بارے میں غور نہیں کرتے، اگر غور وفکر سے کام لیتے تو یہ نشانیاں ہی ان کے ایمان لانے کیلئے کافی تھیں، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے لکھا کہ اللہ کی قدرت کاملہ کی جو کھلی نشانیاں آسمان وزمین میں ہر وقت سامنے رہتی ہیں ان پر بھی یہ غفلت واعراض سے گذرے چلے جاتے ہیں، ذرا دھیان نہیں دیتے کہ کس کی قدرت وعظمت کی نشانیاں ہیں، آسمان وزمین میں حق تعالیٰ شانہ کی خدائی حکمت وقدرت کی نشانیاں بے شمار ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ پچھلی قوموں پر جو عذاب آئے اور ان کی الٹی ہوئی یا برباد کی ہوئی بستیاں ان کی نظروں سے گذرتی ہیں، مگر ان سے کوئی عبرت نہیں پکڑتے (معارف القرآن ج ۵) تصویر کے دوسرے رخ میں ایمان والوں کو بھی تنبیہ کی گئی کہ دنیاوی زندگی میں انسان بہت سے ایسے مصائب ومشکلات سے دوچار ہوتے ہیں جس کا اسکو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا، لیکن دو چار دن اس کا چرچا رہتا ہے پھر دنیا اپنے معمول پر آجاتی ہے، پتہ نہیں چلتا کہ یہاں کوئی اتنا بڑا حادثہ بھی ہوا تھا، میں نے گجرات فساد ۲۰۰۲ء کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا، سینکڑوں گھروں کے چراغ لمحہ بھر میں گل ہوگئے، گھروں کے اثاثے خاکستر ہوگئے، بے قصور انسانوں کی خون آلود لاشیں اسپتالوں میں پڑی ہوئی ہیں ایسا لگا کہ قیامت کا منظر نگاہوں کے سامنے پھر گیا، لیکن میں نے دیکھا کہ جیسے ہی حالات نارمل ہوئے پھر وہی چہل پہل شروع ہوگئی، ہم نے ان حالات سے کوئی سبق نہیں لیا، ہمارے دل اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، توبہ و انابت کی کیفیت نہیں پیدا ہوئی، حالانکہ عہد نبوت میں جب تیز ہوا چلتی تو صحابہ کرام گھبرا جاتے اور مسجد کی طرف دوڑ پڑتے، مگر ہمارے اندر ذرہ برابر جنبش نہیں پیدا ہوئی، وجہ اس کی یہی ہے کہ جب غم کی تازگی ختم ہوجاتی ہے تو دماغ کی فرسودگی سامنے آجاتی ہے۔ اور یہ طرز زندگی مومنانہ صفت کے خلاف ہے، ان حالات میں ہم سب کو اپنے عمل وکردار کا محاسبہ کرنا چاہیے اور اللہ سے توبہ واستغفار کرتے رہنا چاہیے۔

جوانی کی قدر کیجیے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا، انصاف پسند بادشاہ، ایسا نوجوان جو اپنے پردگار کی عبادت میں پلا بڑھا ہو، وہ آدمی جن کا دل مسجدوں میں اٹکا رہتا ہو، وہ دو لوگ جو اللہ کی خاطر محبت کرتے ہوں، ملاقات کرتے ہوں تو اللہ کی خاطر اور الگ ہوتے ہیں تو صرف اللہ کی خاطر، وہ آدمی جس کو خوبصورت عورت گناہ کی طرف بلائے تو وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ آدمی جو صدقہ چھپ کر کرے یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا اور وہ آدمی جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوجائیں۔ (صحیح مسلم شریف)

وضاحت: اس حدیث شریف میں محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا وآخرت کی کامیابی کا راز بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب بندے کا اپنے پروردگار سے تعلق مضبوط ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ رحمت میں ڈھانپ لیتے ہیں اللہ کی بندگی اور لوگوں کے ساتھ تعلق کے اعتبار سے دو قسمیں کی گئی ہیں، انسانوں کا انسانوں سے تعلق اور انسانوں اور رب کا تعلق، ان سات لوگوں میں چار پہلی قسم میں آئے اور باقی تین کا شمار دوسری قسم میں ہوتا ہے، وہ نوجوان جو اللہ کی اطاعت اور اس کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کی فکر میں رہتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اس کی تمام خواہشات خیر کے تابع ہوجاتی ہیں اس میں نوجوانوں کے لئے اس بات کی رہنمائی ہے کہ اگر وہ بھری جوانی اور طاقت وقوت کی عمر میں اطاعت کی راہ پر گامزن ہو تو ان کا بڑھاپا بھی قابل ستائش ہوتا ہے اور اگر جوانی بے لگام ہوجاتی ہے تو اس سے مصیبتیں بھی ہی عام ہوجاتی ہیں اور اس کے برے اثرات سماج اور معاشرہ پر پڑنے لگتے ہیں اس لئے نوجوانوں کی اصلاح وتربیت کی فکر پر خاص توجہ دینی چاہیے تاکہ اس کو زندگی کے تمام میدانوں میں اپنی ذمہ داریوں کو احساس ہو اور وہ خود اپنے لئے اور اپنے معاشرہ کے لئے صحیح اور مفید کام کرنے والا بن جائے۔ اور ہر نوجوان کو یہ کہنا چاہیے کہ زندگی صرف اور صرف ایک بار ملتی ہے اور یہ مرنے کے بعد ختم ہوجائے گی جوانی کا معاملہ بھی ایسا ہی معاملہ ہے کہ وہ دوبارہ لوٹ کر نہیں آتی ہے دنیاوی اعتبار سے آدمی اپنی جوانی میں اپنے بڑھاپے کا انتظام کرتا ہے جبکہ بڑھاپے اور پیرانہ سالی خود اس بات کی علامت ہے کہ زندگی کا سفر ختم ہونے پر ہے تو پھر کیوں نہ جوانی کے محدود زمانے کو آنے والے لامحدود زمانے کے لئے سعادت اور فلاح کا زمانہ بنایا جائے حضرت عبداللہ بن عباس کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں سے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو، بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، فقیری سے پہلے مالداری کو، مشغولیت سے پہلے فراغت کو اور موت سے پہلے زندگی کو، ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ہر نوجوان کو پاک دامن شریفانہ زندگی گذارنی چاہیے تاکہ آخرت کی زندگی پر لطف اور خوشگوار انداز میں بسر ہوسکے۔ اللہ تعالیٰ ہر نوجوان کو اس کی توفیق بخشے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

حج کی فرضیت وفضیلت اور نہ کرنے پر وعید

س: حج کی فرضیت کب ہوئی، یہ کس پر فرض ہے اس کی فضیلت کیا ہے کیا حج کی ادائیگی میں تاخیر مناسب ہے اور حج فرض ہونے کے بعد اگر کوئی نہ کرسکے تو اس سلسلہ میں کیا وعید ہے؟

ج(۱): حج کی فرضیت ۹ھ میں ہوئی۔ فرض سنة تسع (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۳/۴۵۰) حج اسلام کا ایک اہم اور عظیم الشان رکن ہے جو ہر ایسے عاقل وبالغ مسلمان مرد وعورت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے جس کے پاس ضروریات اصلیہ سے فاضل اتنا مال ہو جس سے وہ بیت اللہ تک آمد و رفت اور وہاں کے قیام کا خرچ برداشت کرسکے اور اپنی واپسی تک ان اہل وعیال کا بھی انتظام کرسکے جن کا نفقہ ان کے ذمہ واجب ہے عورت ہو تو اس کے ساتھ کوئی محرم بھی ہو اور راستہ مامون ہو۔ ”وَ لِلّٰہ علی النَّاسِ حِجُّ البیتِ مَنِ اسْتطاعَ الیهِ سَبیلاً(ال عمران:۹۷) قال علیه الصلوٰة و السلام: یا ایها الناس قد فرض الله علیکم الحج فحجوا، فقال رجل اکل عام یا رسول الله! فسکت حتی قالها ثلاثا، فقال رسول الله صلی اللّٰه علیه وسلم لو قلت نعم، لوجبت و لما استطعتم (صحیح مسلم: ۱/۴۳۲) (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۳/۴۵۰-۴۶۲)

(۲): حج کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من حج لله فلم یرفث و لم یفسق رجع کیوم ولدته امه (صحیح البخاری: ۱/۲۰۶) جو شخص محض اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے حج کرے اور دوران حج اپنی بیوی سے صحبت نہ کرے اور نہ فسق یعنی گناہ کے کاموں میں مبتلا ہو تو وہ حج کے بعد گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو کر واپس آتا ہے جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے جنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، ہجرت سابقہ خطاؤں کو ختم کردیتی ہے اور حج پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ ان الاسلام یهدم ما کان قبله و ان الهجرة تهدم ما کان قبلها و ان الحج یهدم ما کان قبله (صحیح مسلم: ۱/۷۶ باب کون الاسلام یهدم ما قبله و کذا الحج و الهجرة) ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج مبرور کا بدلہ جنت ہے۔ الحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة (صحیح البخاری: ۱/۲۳۸ ابواب العمرة)

(۳): ذمہ میں حج فرض ہوجانے کے بعد اس اہم اور مقدس فریضہ کی ادائیگی میں کسی طرح کی کاہلی وکوتاہی اور اس کو دوسرے کسی کام مثلاً شادی بیاہ، گھر کی تعمیر یا ملازمت سے سبکدوشی پر موخر کرنا مناسب نہیں ہے۔ کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ یہ موقع جو ابھی ملا ہے پھر کبھی نہ ملے اور اللہ تعالیٰ کی اس عظیم فریضہ کی ادائیگی سے محروم ہوجائے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو حج کا ارادہ کرے اسے چاہیئے کہ اس میں جلدی کرے۔ من اراد الحج فلیعجل (سنن ابی داؤد: ۱/۲۴۲)

(۴): حج کی قدرت رکھنے کے باوجود جو شخص حج نہ کرے اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص حج کرنے کی استطاعت وقدرت رکھتا ہو اور پھر بھی وہ حج نہ کرے اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرجانے (اور بے حج مرجانے) میں کوئی فرق نہیں۔ ”من ملک زاد او راحلة تبلغه الی بیت اللّٰه و لم یحج فلا علیه أن یموت یهودیا او نصرانیا و ذالک ان اللّٰه تبارک و تعالی یقول و للّٰه علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا (سنن ترمذی: ۱/۱۶۷) حدیث پاک میں قرآن کریم کی اس آیت کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جس میں اللہ رب العزت نے فرضیت حج کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: وَ مَن کَفرَ فاِنَّ اللّٰہَ غنِیٌّ عنِ العٰلَمِیْن (ال عمران: ۹۷) یعنی جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے تمام جہاں والوں سے۔

حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب علیہ الرحمہ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اس میں وہ شخص تو داخل ہے ہی جو صراحةً فریضہ حج کا منکر ہو، حج کو فرض نہ سمجھے اس کا دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہونا تو ظاہر ہے اس لئے و من کفر کا لفظ اس پر صراحةً صادق ہے اور جو شخص عقیدہ کے طور پر فرض سمجھتا ہے لیکن باوجود استطاعت وقدرت کے حج نہیں کرتا وہ بھی ایک حیثیت سے منکر ہی ہے اس پر و من کفر کا اطلاق تہدید اور تاکید کے لئے ہے کہ یہ شخص کافروں جیسے عمل میں مبتلا ہے جیسے کافر و منکر حج نہیں کرتے یہ بھی ایسا ہی ہے اسی لئے فقہاء رحمہم اللہ نے فرمایا کہ آیت کے اس جملہ میں ان لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جو باوجود قدرت واستطاعت کے حج نہیں کرتے کہ وہ اپنے اس عمل سے کافروں کی طرح ہوگئے۔ (معارف القران: ۲/۱۲۲)

کتنی زمین ہو تو حج فرض ہوگا

س: ایک آدمی کے پاس زمین اتنی ہے کہ اس کا کچھ حصہ اگر وہ فروخت کردے تو وہ بہ آسانی حج کرسکتا ہے اور باقی زمین اس کے گھر والوں کے گزارہ کے لئے کافی ہوسکتی ہے تو کیا ایسی صورت میں اس پر حج فرض ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں جبکہ شخص مذکور کے پاس اس قدر زمین ہے کہ اگر اس میں سے تھوڑی سی زمین بیچ دے تو اس کی قیمت حج کے اخراجات اور بچوں کی ضرورت کے لئے کافی ہوجائے اور اس کے بعد بھی اتنی زمین بچ جائے جس کی آمدنی اس کی معیشت کے لئے کافی ہو تو ایسی صورت میں اس پر حج فرض ہوگا۔

و ان کان صاحب ضیعة ان کان له من الضیاع ما لو باع مقدار ما یکفی الزاد و الراحلة ذاهبا او جائیا و نفقة عیاله و اولاده و یبقی له من الضیعة قدر ما یعیش بغلة الباقی یفترض علیه الحج و الافلا (الفتاوی الہندیہ: ۱/۲۱۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 62/72 شمارہ نمبر 34 مورخہ ۱۴/صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۲/ستمبر ۲۰۲۲ء روز سوموار

مدارسِ اسلامیہ پر سرکار کی نظر

آسام اور اتر پردیش سے یہ خبر مسلسل آرہی ہے کہ مدارس اسلامیہ کی عمارت پر بلڈوزر چلایا جارہا ہے۔ آسام میں چار مدارس کی عمارت منہدم کی جاچکی ہے۔ وہاں کے وزیر اعلیٰ ہیمنت بسوا سرما کی مسلم دشمنی جگ ظاہر ہے۔ اتر پردیش سرکار نے تمام مدارس کے سروے کا حکم جاری کردیا ہے اور بہار میں بھی بھاجپا کے مرکزی وزیر گری راج سنگھ نے سروے کا مطالبہ شروع کردیا ہے، ٹی وی والے بہار کے مدارس اسلامیہ میں جاکر اساتذہ وطلبہ سے سوالات کرکے وہاں کے معیار تعلیم کو نشانہ بنانے رہے ہیں، ٹی وی اینکر عربی، فارسی اور اردو سے عموماً ناواقف ہوتے ہیں، انہیں انگلش اور ہندی کی شدبُد ہوتی ہے، اس لئے وہ طلبہ سے انگریزی کے سوالات پوچھتے ہیں اور بچے غلطیاں کرتے ہیں، پھر ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے، اس عمل سے مدارس اسلامیہ کی تعلیم سے عوام کا اعتماد بھی اٹھ رہا ہے اور سرکار کو مدارس اسلامیہ پر شکنجہ کسنے کا جواز فراہم ہورہا ہے۔

04 ستمبر 2022 کو آسام کی مختلف ملی تنظیموں کے سربراہ جن میں جمعیت علماء آسام، جمعیت اہل حدیث، جماعت اسلامی، ندوۃ التعمیر وغیرہ شامل ہیں، نے آسام کے وزیر اعلیٰ سے ملاقات کرکے مدارس کے سلسلے میں اپنی بات رکھی اور غور وفکر بحث وتمحیص کے بعد ملت ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق یہ طے پایا کہ کوئی بھی مدرسہ آزاد نہیں رہے گا، ان چھ تنظیموں میں سے کسی کے بینر تلے اسے آنا پڑے گا اور اگر دہشت گردی کا کوئی واقعہ کسی مدرسہ میں سامنے آتا ہے تو وہ تنظیم اس کی ذمہ دار ہوگی اور دار وگیر کے مرحلہ سے اس تنظیم کو گزرنا ہوگا، یہ بات بھی طے پائی کہ ان تمام مدرسوں کا جوان تنظیموں کے ذریعہ چلائے جائیں گے ان کا ایک پورٹل ہوگا جس میں اساتذہ وطلبہ کی تفصیل، آمد کی تفصیلات وغیرہ فراہم کرنی ضروری ہوگی، تنظیموں کے ذمہ داران مدرسوں کا جائزہ لے کر چھ مہینوں میں اس کام کو مکمل کرلیں گے، ان تنظیموں نے سرکار کی طرف سے پیش کردہ ان شرائط کو مان لیا۔ وزیر اعلیٰ نے اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ جن مدارس کی عمارت منہدم کرائی گئی ہے، سرکار اپنے صرفہ سے اسے تعمیر کرائے گی، آسام میں جو سرکاری مدرسے چل رہے تھے اسے پہلے ہی اسکول میں تبدیل کیا جاچکا ہے۔ اگر یہ رپورٹ صحیح ہے تو سرکار اس معاہدہ سے مکر گئی ہے، اس لیے کہ ایک مدرسہ کا انہدام اس معاہدہ کے بعد ہوا ہے۔

اتر پردیش حکومت نے جو سروے فارم جاری کیا ہے اس میں بھی اساتذہ وطلبہ کی تفصیل، آمد وخرچ کا گوشوارہ وغیرہ طلب کیا گیا ہے، اور تمام ضلع مجسٹریٹوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ غیر سرکاری مدرسوں کا سروے کرکے حکومت کو رپورٹ پیش کریں، جن پرائیوٹ مدرسوں کی بات کی جارہی ہے ان میں دارالعلوم دیوبند، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، مظاہر علوم سہارن پور، مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، جامعۃ الفلاح بلیریا گنج، جامعہ سلفیہ بنارس، مدرسۃ الواعظین لکھنؤ، جیسے بڑے مدارس بھی شامل ہیں، جن کی علوم وفنون کی ترویج اور رجال کار کی تیاری کی اپنی تاریخ رہی ہے، انہوں نے غریب بچوں کو علم کی دولت سے آراستہ کرکے با خلاق، با کردار اور دین ودنیا کے کام کا بنایا، اب یہی مدارس بھاجپا حکومت کی آنکھوں میں کھٹک رہے ہیں اور انہیں بند کرنے یا سرکاری شکنجے میں لینے کی تیاری ہورہی ہے، اس وقت اتر پردیش میں ایک سروے کے مطابق سولہ ہزار چار سو اکسٹھ (16461) مدارس ہیں ان میں سے صرف پانچ سو ساٹھ کو سرکاری گرانٹ ملتی ہے، گذشتہ چھ برسوں کی بات کریں تو کسی نئے مدرسہ کو کسی قسم کی کوئی سرکاری گرانٹ نہیں ملی ہے، سرکار نے امروہہ میں ایک مدرسہ کو بلڈوزر سے منہدم کرادیا تھا، اور دعویٰ یہ تھا کہ یہ سرکاری زمین پر غیر قانونی طور پر تعمیر کیا گیا تھا، سوال یہ ہے کہ اس غیر قانونی تعمیر کے وقت متعلقہ افسران کہاں تھے؟

ان معاملات کو دیکھتے ہوئے جمعیت علماء ہند نے مدارس کے ذمہ داروں کی ایک میٹنگ میں اسٹرنگ کمیٹی تشکیل دی ہے ہیلپ لائن جاری کرنے کی تجویز پاس کی ہے اور اعلان کیا ہے کہ مدارس اسلامیہ کے سلسلے میں کوئی سرکاری زور زبردستی کبھی قبول نہیں ہے، دارالعلوم دیوبند نے بھی اس صورت حال سے نمٹنے اور لائحہ عمل تیار کرنے کی غرض سے ایک میٹنگ بلائی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدارس اسلامیہ کے ذمہ داروں نے اسے سنجیدگی سے لیا ہے۔

بہار میں اس قسم کا ماحول نہیں ہے اور نتیش سرکار سے مسلمانوں کو یہ توقع ہے کہ وہ مدارس کے سلسلے میں اپنے قدیم موقف کو جاری رکھے گی، کمی کوتاہیاں مدرسوں میں بھی ہیں اور عصری درسگاہوں میں بھی؛ لیکن ہمارا کوئی مدرسہ دہشت گردی کے کاموں میں نہ پہلے کبھی ملوث رہا ہے اور نہ اب ہے، یہ سرکاری ایجنسیاں اور بھاجپا کے نفرت پھیلانے والے کارکنان ہیں جو اس کو ہوا دے رہے ہیں، ارجن سنگھ کے دور وزارت میں جب بھاجپا والوں نے مدارس کو دہشت گردی کے اڈے کہا تو امیر شریعت سابع حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے ناموس مدارس کنونشن مونگیر میں بلاکر ان جھوٹے لوگوں کے پروپیگنڈے کی ہوا نکال دی تھی اور ارجن سنگھ نے تسلیم کیا تھا کہ مدارس میں ایسا کچھ نہیں ہے پھر یہ پروپیگنڈہ ٹھنڈا پڑا تھا۔

آج ایک بار پھر مدارس سرکار کے نرغے میں ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام ملی تنظیموں کے ذمہ دار سر جوڑ کر بیٹھیں اور کوئی ایسا لائحہ عمل طے کریں کہ مدارس اسلامیہ علم وفن کی ترویج واشاعت، تعلیم وتربیت کی تاریخی ومثالی خدمات کو باقی رکھ سکیں، یہ ملک وملت دونوں کے لیے ضروری ہے، اس سلسلہ میں حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم فکر مند ہیں اور ارباب مدارس کے رابطہ میں ہیں، جلد ہی اس سلسلہ میں کوئی مضبوط لائحہ عمل طے کیا جائے گا، اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ صرف دستور میں اقلیتوں کو دیے گئے حقوق کا ذکر کرکے مسائل کو حل کرلیا جائے، دستور، ضوابط اور قانون کی روشنی میں ان مدارس اسلامیہ کے تحفظ کے لیے کوئی خاکہ، کوئی منصوبہ، کوئی ہدف ہونا چاہیے یہ کام کسی ایک تنظیم کے کرنے کا نہیں، مل جل کر کرنے کا ہے، جو آواز متحد ہوتی ہے اس کا وزن ہوتا ہے اور اس گونگی بہری سرکار کو سنانے کے لیے ایسے ہی متحدہ آواز کی ضرورت ہے، الگ الگ میٹنگ کرنا اس مسئلہ کا حل نہیں ہے، یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْن اے کاش میری قوم اسے سمجھ پاتی۔

ہندوستان کی اقتصادی ترقی

بے روزگاری، بڑھتی ہوئی مہنگائی، فی کس آمدنی کے گرتے معیار کے باوجود ہندوستان کی اقتصادی ترقی کے بلند بانگ دعوے کیے جارہے ہیں اور اسے بھاجپا حکومت کی بڑی کامیابی قرار دی جارہی ہے، کہا تو یہ بھی جارہا ہے کہ اقتصادیات میں ہندوستان نے برطانیہ سے اوپر اپنا مقام بنالیا ہے اور اب وہ پوری دنیا میں پانچویں نمبر پر ہے اور برطانیہ کا چھٹا نمبر ہے، ہندوستان سے اوپر علی الترتیب امریکہ، چین، جاپان اور جرمنی ہیں۔

اقتصادی ترقی اور زوال پذیری میں عالمی حالات کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے، لڑائی روس اور یوکرین کے درمیان ہے؛ لیکن اس کے اثرات ہندوستان پر بھی پڑ رہے ہیں، چین کے ذریعہ تائیوان پر قبضہ کی مہم بھی عالمی اقتصادیات کے لیے خطرہ ہے، ہندوستان تو پڑوسی ملک ہے اگر یہ جنگ چھڑتی ہے یا روس ویوکرین کی جنگ نیا رخ اختیار کرتا ہے تو ہندوستان کی شرح نمو میں کمی آئے گی اور یہ پھر سے نیچے جاسکتا ہے۔

ہندوستان کے پاس زر مبادلہ کے لیے غیر ملکی کرنسیاں کم ہیں، اس کے لیے ضروری ہے کہ حکومت امپورٹ یعنی درآمد سے زیادہ برآمد پر توجہ دے، اکسپورٹ کے کام کو آگے بڑھائے تبھی زرمبادلہ میں اضافہ ہوگا، بینک آف انڈیا کی مانیں تو ماہ اگست کی 26 تاریخ تک ہندوستان کے زرمبادلہ میں تین ارب ڈالر کی کمی آئی ہے، اور اب بھارت کے پاس صرف 561.046 ارب ڈالر کا زرمبادلہ موجود ہے، مطلب یہ ہے کہ اپریل سے اگست کے درمیان ہمارا اپنتالیس (45) ارب زرمبادلہ کم ہوچکا ہے، وجہ صاف ہے ہم نے مالی سال 2021-2022 میں سامان کی درآمد یعنی امپورٹ زیادہ کیا اور اکسپورٹ کم کرسکے، اعداد وشمار کی مانیں تو گذشتہ مالی سال میں ہمارا اکسپورٹ 421.894 اور امپورٹ 612.608 کا تھا، ظاہر ہے اس کا واضح اثر ہمارے زرمبادلہ کے ذخیرہ پر پڑا ہے۔

بھارت اقتصادی ترقی کے جس اونچے مقام کا دعویدار ہے، اس پر ماہرین اقتصادیات سوالات بھی اٹھا رہے ہیں وہ اس اعلان کو نئے زوایے سے دیکھتے ہیں، ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی ہے کہ فی کس آمدنی میں کمی اور گھریلو پیداوار کی گرتی مقدار کے باوجود بھارت اقتصادی طور پر کیسے آگے بڑھ گیا، جو لوگ اس ترقی کو واقعی جانتے ہیں ان کی نظر میں یہ ترقی اقتصادی میدان میں بھارت کے آگے بڑھنے کی وجہ سے نہیں، برطانیہ کے اقتصادی انحطاط کی مرہون منت ہے، برطانیہ کی معیشت کا گراف جس طرح لاک ڈاؤن میں گرا ہے، اس کی وجہ سے بھارت پانچویں مقام پر آگیا، وجہ چاہے جو بھی ہو ہم پانچویں مقام پر ہیں، البتہ بھارت کے لیے اپنی شرح نمو کو اور جس منزل تک وہ پہونچ چکا ہے، اسے باقی رکھنا ایک چیلنج ہے۔ دیکھئے سرکار اس چیلنج میں کس طرح پورا اترتی ہے؟

حادثات کو دعوت دیتی تیز رفتاری

سڑکوں کے کنارے کئی قسم کے بورڈ آویزاں ہوتے ہیں، جن میں لکھا ہوتا ہے کہ تیز رفتاری موت ہے، دھیرے چلیں، محفوظ پہونچیں، دھیرے چلیں گھر پر کوئی آپ کا انتظار کررہا ہے، آنکھ جھپکی، حادثہ ہوا، وغیرہ یہ جملے ہمیں سڑکوں پر گاڑیاں چلاتے وقت تیز رفتاری سے روکنے کے لئے ہوتے ہیں، لیکن لوگوں کو اس کی پرواہ نہیں ہوتی اور اس تیز رفتاری کے نتیجے میں وہ موت کو گلے لگالیتے ہیں، ان تیز رفتاروں میں ایک بڑی تعداد ایڈونچر کے شوقین کی بھی ہوتی ہے۔

نیشنل کرائم رکارڈ بیورو (NCRB) نے 2021 میں سڑک حادثات کے جو اعداد وشمار جاری کئے ہیں، اس کے مطابق صرف بہار میں موٹر سائیکل سے ہوئے حادثات میں دو ہزار چھ سو ستاون (2657) افراد کو موت کا سامنا کرنا پڑا جب کہ گذشتہ سال بہار میں کل سڑک حادثوں کی تعداد نو ہزار پانچ سو ترپن (9553) تھی، جس میں سات ہزار نو سو چھیالیس (7946) لوگ زخمی اور سات ہزار چھ سو ساٹھ (7660) کی موت ہوئی، موٹر سائیکل سے ہوئے حادثات میں ستائیس سو انچاس (2749) لوگ زخمی اور چھبیس سو ستاون (2657) لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے، ٹرک کی ٹکر سے ایک سو چھبیس (126) بس کی ٹکر سے اکہتر (71) کار، جیپ اور دوسری گاڑیوں سے پانچ سو چار (504) نے اپنی جان گنوائی، مرنے والوں میں زیادہ تر پیدل چلنے والے تھے، پانچ سو ستر (570) سائیکل سوار بھی زخمی ہوئے جن میں چار سو پنچانوے (594) کی موت ہوگئی، پیدل سوار لوگوں میں انیس سو تینتالیس (1943) لوگ حادثوں کے شکار ہوکر زخمی ہوئے اور ستائیس سو چھیانوے (2796) لوگوں نے دنیا کو الوداع کہہ دیا۔ اوقات کے اعتبار سے دیکھیں تو زیادہ تر حادثے نو سے بارہ بجے دن میں ہوئے، سب سے کم حادثات رات بارہ بجے سے صبح تین بجے کے درمیان ہوئے۔ حال ہی میں ٹاٹا گروپ کے سابق چیرمین سائرس مستری کی سڑک حادثے میں موت ہوگئی، کہا جاتا ہے کہ وہ پچھلی سیٹ پر تھے اور بغیر سیٹ بیلٹ باندھے ہوئے سفر کررہے تھے، ان کی گاڑی مرسڈیز ایک سو پینتیس (135) کلو میٹر کی رفتار سے ممبئ کی طرف جارہی تھی، یہ حادثات ہمیں بتاتے ہیں کہ تیز رفتاری، حادثات کو دعوت دیتی ہے، اس لیے گاڑی چلاتے وقت مقررہ رفتار کا خیال رکھا جائے اور اگر آپ پیدل چل رہے ہیں تو بھی محتاط رہیں، آپ اگر گاڑی ڈرائیور ہیں تو آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ آپ اچھے ڈرائیور ہوسکتے ہیں، لیکن ضروری نہیں کہ آپ کے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں سے آنے والی گاڑیوں کا ڈرائیور بھی آپ کی طرح ماہر ہو، وہ نو آموز بھی ہوسکتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں پر تو آپ قابو نہیں پاسکتے، خود پر قابو رکھیے، ٹریفک اصول وضوابط کی پابندی کیجیے، ہمارا مزاج یہ ہوگیا ہے کہ ٹریفک کے سارے اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر ہمیں آگے بڑھتے رہنا ہے۔ اسی طرح ہیلمٹ کا استعمال اور سٹ بیلٹ باندھنا آپ کو حادثہ سے بچاتا ہے، اس کا بھی پورا پورا خیال رکھنا چاہیے۔

یہ حادثات اس لیے بھی کثرت سے ہورہے ہیں کہ سڑکوں پر گاڑیاں کھڑی کردی جاتی ہیں، ٹھیلے لگادیے جاتے ہیں، آوارہ جانوروں کی مٹر گشتی ہوتی رہتی ہے۔ ایسے میں سڑک پر گاڑی چلانے کی جگہ سکڑتی چلی جاتی ہے اور لوگ حادثہ کا شکار ہوجاتے ہیں، اس لیے تیز رفتاری سے بچیے، کیوں کہ تیز رفتاری موت کو دعوت دیتی ہے۔

یادوں کے چراغ : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا ڈاکٹر محمد حسان ندویؒ

نوجوان عالم دین، آیوش میں برسرکار کامیاب طبیب، اچھے اناؤنسر، بہترین مقرر، قابل ذکر شاعر مولانا ڈاکٹر محمد حسان ندویؒ علیگ بن علامہ محمد عثمان (م ۲۰۰۵) بن حافظ حبیب اللہ بن حافظ غریب اللہ یکم ستمبر ۲۰۲۲ء شب جمعہ ساڑھے آٹھ بجے اللہ کو پیارے ہوگئے۔ جمعرات کو ساڑھے تین بجے سہ پہر سلطان گنج بھاگلپور ہوسپٹل سے لوٹ رہے تھے، ماچھی پور کے پاس ٹمپو کی ٹکر ہوئی آپ آگے بیٹھے ہوئے تھے، زخمی ہوئے، پیشاب کے راستے سے خون آنا شروع ہوا، یکے بعد دیگرے ایک ہوسپٹل دوسرے ہوسپٹل کو ریفر کرتا رہا، بالآخر سی ان ان ہوسپٹل میں بھرتی ہوئے، معلوم ہوا کہ جو وقت مقررہ اللہ کی طرف سے تھا، وہ آگیا پھر چارۂ کار ہی کیا تھا، جنازہ بھاگل پور سے ان کے آبائی گاؤں ملنگا چک پتھنہ لایا گیا۔ جنازہ کی نماز دوسرے دن ان کے بہنوئی مولانا کلام الدین ندوی انچارج مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ نے پڑھائی، سوگواروں کی بھیڑ اس قدر تھی کہ پتھنہ کی عید گاہ ناکافی ہوگئی تو گرہوتیا کے اسکول میدان میں بعد نماز عصر جنازہ کی نماز ہوئی اور پتھنہ کے مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، لاولد تھے، پس ماندگان میں اہلیہ ہیں جو خود بھی بی یو ایم ایس ڈاکٹر ہیں اور پروفیسر محمد سلیمان صاحب برہ پور بھاگل پور کی صاحب زادی ہیں ان کے علاوہ حقیقی اور علاتی ملاکر کل چھ بھائی اور پانچ بہن ہیں، مولانا' علامہ محمد عثمانؒ کی محل اولیٰ سے تھے، ان کی نانی ہال صالح پور بھاگل پور تھی اور ان کے نانا کا نام عبدالرشید تھا۔

مولانا محمد حسان ندوی علیگ کی پیدائش ۱۰/دسمبر ۱۹۷۴ء کو ان کے آبائی محلّہ ملنگا چک مقام وڈاک خانہ پتھنہ، تھانہ گوراڈیہہ، ضلع بھاگلپور میں ہوئی، ابتدائی تعلیم مدرسہ اعزازیہ پتھنہ بھاگل پور میں حاصل کرنے کے بعد مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور تکیہ رائے بریلی گئے اور وہاں ثانویہ تک کی تعلیم حاصل کی، عالمیت کی تعلیم کے لیے ندوۃ العلماء میں داخلہ لیا اور ۱۹۹۱ء میں فراغت حاصل کی، ندوۃ کے دوران قیام وہ درسی مصروفیات کے ساتھ بزم خطابت اور بزم سلیمانی میں بھی پابندی سے حصہ لیا کرتے تھے اور انعامات کے مستحق قرار پاتے تھے، دو سال کے وقفہ کے بعد انہوں نے علی گڑھ کا رخ کیا اور ۱۹۹۴ء میں بی یو ایم ایس میں داخلہ لیا یہاں ان کا قیام حبیب ہوسٹل میں تھا انہوں نے رسالہ الحبیب کے مدیر کے فرائض بھی انجام دیے، اس زمانہ میں ان کا یہ جملہ بہت مشہور ہوا تھا کہ ''علی گڑھ برادری ہوش وخرد کے ساتھ علاقائیت و عصبیت، رنگ ونسل اور ذات برادری کے سارے عفریتوں کا گلا گھونٹ کر ''پیام سید'' کو لے کر ''شان سید'' کے ساتھ اٹھے'' ۲۰۰۲ء میں تکمیل طب اور انٹرنس شپ کرنے کے بعد وطن لوٹ آئے۔ ۲۰۰۸ء میں رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے، کمی نہ ان کے اندر تھی اور نہ اہلیہ میں، دو بچے ضائع ہوگئے پھر انہیں بچوں کی خوشی دیکھنی نصیب نہیں ہوئی۔

مولانا مرحوم کو تقریر وخطابت کا ملکہ وراثت میں ملا تھا، ان کے والد علامہ محمد عثمانؒ اپنے وقت کے نامور خطیب تھے۔ مولانا نے خطابت کو مؤثر بنانے کے اسرار ورموز اپنے والد سے سیکھا اور اس میں بڑی حد تک وہ کامیاب تھے، وہ اچھے اناؤنسر بھی تھے، ۲۰۰۸ء میں جب میں مدرسہ اعزازیہ پتھنہ کے جلسے میں شریک ہوا تھا تو ان کی اناؤنسری دیکھ کر حیرت زدہ رہا کہ اس نوجوان کو اللہ نے کس قدر طلاقت لسانی دی ہے، ان کی تحریری صلاحیت بھی اچھی تھی، شاعری غضب کی کرتے تھے، میں نے ان کا لکھا مرثیہ جو انہوں نے مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ امیر شریعت سابع پر لکھا تھا ان کی زبانی سنا تھا۔ جس کا ایک شعر تھا۔

پاسبان قوم تھا وہ وقت کا زندہ دلی : خانقاہی پیر ومرشد زیبِ سجادہ نشین

ان کی غزل کا ایک شعر بھی یاد آ گیا۔

دست نازک میں بھی حسان آگیے تیر و تفنگ
آئے ان ہاتھوں میں پیمانہ اب ممکن نہیں

مولانا سے میری ملاقات دو دہائی کو محیط تھی، ان کے والد علامہ محمد عثمانؒ کی عیادت اور تعزیت کے لیے میری حاضری ان کے گھر ہوئی تھی، میں نے علامہ کے انتقال پر ایک مضمون بھی لکھا تھا جو انہوں نے پسند کیا تھا، بھاگل پور کی طرف کا جب بھی میرا رخ ہوتا اور دونوں کے وقت میں گنجائش ہوتی تو ملاقات کی شکل بن جاتی ورنہ فون پر بھی گفتگو ہوجایا کرتی۔

مولانا نے شادی کے بعد ۲۰۱۰ء میں آیوش جوائن کرلیا، ابھی جب نئی ویکنسی آئی تھی اور اس کے لیے کونسلنگ ہوئی تھی تو مولانا پُر امید تھے کہ ان کی مستقل تقرری آیوش میں ہوجائے گی، یہ یقین اس لیے ان کو تھا کہ سرکار نے ۲۵/نمبر عارضی بحالی والوں کو اضافی دینے کا اعلان کیا تھا، نئے لوگ اس نمبر کو حاصل نہیں کرسکتے تھے، اس لیے عارضی بحالی والوں کے استقلال میں کوئی چیز مانع نہیں تھی۔

مولانا مزاجاً انتہائی شریف، صالح، باوقار، ذہانت وفطانت میں ممتاز انسان تھے ان کی خوش دلی، خوش خلقی اور ضیافت کے ان کے مخالفین بھی قائل تھے۔ اس کم عمری میں ان کا دنیا کو الوداع کہنا ان کے متعلقین، مخلصین اور احباب کے لیے انتہائی افسوسناک؛ بلکہ جان کاہ خبر ہے۔ اللہ رب العزت ان کی مغفرت فرمائے اور سب کو صبر عطا فرمائے آمین۔ حقیقت یہ ہے کہ

مصائب اور تھے پر ''اس'' کا جانا
عجیب ایک سانحہ سا ہوگیا ہے

کتابوں کی دنیا : ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

علاج بالتدبیر

ڈاکٹر مظفر الاسلام عرف ڈاکٹر عارف (ولادت ۱۰/جنوری ۱۹۶۶ء) بن مولانا زین العابدین، صدر شعبۂ علاج بالتدبیر گورمنٹ طبی کالج پٹنہ بہار ساکن قاضی محلّہ جالے ضلع دربھنگہ، حال مقیم نیوملت کالونی سیکٹر۲، پھلواری شریف، پٹنہ اس خانوادہ کے چشم وچراغ ہیں، جس نے علوم وفنون، خصوصاً فقہ وقضا کے حوالہ سے ہندوستان میں بڑا کام کیا ہے، حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ ڈاکٹر صاحب کے حقیقی چچا اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم ان کے حقیقی بھائی ہیں، جو ہندوستان کے مایۂ ناز فقیہ اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری ہیں، اسی خانوادہ میں پلے بڑھے ڈاکٹر مظفر الاسلام عارف کو علم وتحقیق وراثت میں ملی ہے، البتہ انہوں نے اپنا میدان الگ منتخب کیا، اپنی دنیا الگ بنائی اور اپنے فن میں ممتاز ہونے کی وجہ سے ۲۰۱۲ء میں حکیم اجمل خاں ایوارڈ سے نوازے گئے، طبابت اور حکیمی کا میدان بڑا وسیع ہے، ڈاکٹر مظفر الاسلام عارف کو علاج بالتدبیر کے معاملات ومسائل سے خصوصی دلچسپی ہے، وہ اس موضوع کو پڑھاتے بھی ہیں اور اس پر تحقیق بھی کرتے رہتے ہیں۔

''علاج بالتدبیر'' زیر مطالعہ کتاب کا نام بھی ہے اور موضوع بھی، اس کتاب کے مندرجات کے بارے میں مصنف کتاب نے لکھا ہے: ''اس کتاب میں طب کا تاریخی پس منظر، طب یونانی کی ابتدا، اصول علاج، یونانی نظریات، اسباب ستہ ضروریہ، علاج بالتدبیر میں استعمال ہونے والے قدیم طریقۂ کار، نیز عصر حاضر کے تقاضوں کے مدنظر ماڈرن آلات تدابیر اور ان کی تصاویر نیز سوالات وجوابات کو پیش کیا گیا ہے۔'' (ص ۱۰-۹)

کتاب ایک سو چھہتر (۱۷۶) صفحات پر مشتمل ہے، جس میں اٹھارہ (۱۸) صفحات مقدمہ، پیش لفظ، تقریظات اور حرف اولین پر صرف ہوئے ہیں، مقدمہ خود مصنف کتاب ڈاکٹر مظفر الاسلام عارف کا ہے، پیش لفظ پروفیسر ڈاکٹر تبریز اختر لاری، تقریظات پروفیسر ڈاکٹر غیاث الدین، ڈاکٹر جمال اختر، پروفیسر انیس الرحمٰن اور حرف اولین ڈاکٹر شاہد جمال کا ہے، ان میں دو گورمنٹ کالج پٹنہ کے پرنسپل، نائب پرنسپل اور چند لکھنؤ، الٰہ آباد (پریاگ راج) اور کولکاتہ یونانی میڈیکل کالج کے پرنسپل اور صدر شعبہ ہیں، ان حضرات نے اپنی تحریروں میں ہمیں بتایا ہے کہ اس کتاب کی اہمیت علم طب میں کیا ہے اور اس کتاب سے کس قدر طلبہ مستفید ہوسکیں گے، پروفیسر ڈاکٹر تبریز اختر لاری پرنسپل گورمنٹ طبی کالج واسپتال پٹنہ کی رائے ہے کہ ''یوں تو اس عنوان کے تحت بہت سے ماہر فن نے اپنی تخلیق پیش کی ہے؛ مگر ڈاکٹر مظفر الاسلام کی یہ کاوش طبی اداروں میں شاہکار کی حامل ہوگی'' (ص ۱۲)

ہم اپنے بچپن میں علاج بالغذا، علاج بالادویہ اور علاج بالجراحت سے واقف تھے، دادا جان نے یاد کرایا تھا کہ جب تک کام چلتا ہو غذا سے/ چاہیے بچنا دوا سے، جگر کے بل پر ہے انسان جیتا/ ہو ضعف جگر تو کھا پپیتا اور جب غذا سے کام نہیں چلتا تو تدبیریں شروع ہوتیں، اس زمانہ میں تدبیروں کے نام پر صرف یہ کیا جاتا تھا کہ بخار آجائے تو کھانا بند کردیا جاتا اور شام سے پہلے بخار اترنے پر بھی کھانا نہیں دیا جاتا، کھالیا تو سونے نہیں دیا جاتا کہ کہیں مریض کو سوتا دیکھ کر بخار پھر سے حملہ آور نہ ہوجائے، تیز بخار میں سر پر پانی کی پٹی ڈالی جاتی اور صاف کپڑے سے تلوے کو ہَولے ہَولے سہلایا جاتا، زخم نکل آئے تو تُگ ملنگا کی پٹی کا استعمال ہوتا، نزلہ زُکام میں جوشاندہ کا بھاپ کمبل اوڑھ کر لیا جاتا، مختلف امراض سے بچاؤ کے لئے پچھنا لگایا جاتا جس کا داغ زندگی بھر ساتھ رہتا، سر میں جوئیں پڑ جائیں یا سر بہت گندا ہوتا تو علاج بالتدبیر کے طور پر کالی مٹی سے سر دھویا جاتا، قبض ہوگیا تو صابن کا حقنہ دے دیا جاتا، اس سے زیادہ کی عموماً ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی اور آدمی انہیں تدابیر سے روبصحت ہوتا اور پھر اللہ کا مقرر کردہ وقت نہ آیا ہو تو مکمل صحت یاب ہوجاتا، ڈیڑھ دہائی پہلے تک اس دور کے حکماء بھی اس طریقۂ علاج کی طرف توجہ کم دیتے تھے، ۲۰۱۱ء سے طبیہ کالجوں میں علاج بالتدبیر کے متعلق شعبے قائم ہوئے، تب لوگوں کی توجہ اس طرف مرکوز ہوئی اور اس کی اہمیت تسلیم کی گئی۔

ڈاکٹر مظفر الاسلام صاحب کی کتاب سے معلوم ہوا کہ علاج بالتدبیر قدیم طریقۂ علاج ہے، جو طب یونانی میں اہم طریقۂ علاج سمجھا جاتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مرض کو دور کرنے کے لیے دوائیاں کم استعمال کی جائیں اور تدابیر زیادہ کی جائیں جو بغیر تکلیف کے مریض کو صحت یاب کردے۔

ڈاکٹر مظفر الاسلام صاحب نے اس کتاب میں تنتیس (۳۳) عنوانات کے تحت علاج بالتدبیر کے مختلف مراحل، ان کے اقسام وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ہر اصطلاحی لفظ کا متبادل انگریزی لفظ بھی لکھا ہے، جس سے اصطلاحات کے سمجھنے میں مدد ملے گی، تعریف کی زبان بھی سہل ہے اس کے باوجود عام قاری کا سمجھنا اسے مشکل ہوگا، اس کتاب سے وہی لوگ استفادہ کرسکتے ہیں جو طب یونانی کے یا تو استاذ ہوں یا طالب علم؛ کیوں کہ کسی نہ کسی درجہ میں مبادیات سے ان کی واقفیت ہوتی ہے اور میرا ماننا ہے کہ کتاب کو سمجھنے کے لیے پہلے سے بنیادی واقفیت ضروری ہے، نہ ہو تو مندرجات دماغ کے اوپر سے گزر جاتے ہیں، یہ کتاب کا نقص نہیں، علمی معیار ہے، خود مصنف نے مقدمہ میں واضح کردیا ہے کہ ''حقیقت یہ ہے کہ اس کا اصل فائدہ طلبۂ طب کو ہوگا، مگر علاج ومعالجہ سے وابستہ افراد کے لیے بھی بیماریوں کو طب جدید کے نقطۂ نظر سے دیکھنے اور سمجھنے میں مددگار ثابت ہوگی۔''

چلئے اپنا تو معاملہ صاف ہے، یہ کتاب ہم جیسوں کے لئے ہے ہی نہیں، جن کی قسمت میں معالج بننا لکھا ہی نہیں ہے، صرف مریض بننا مقدر ہے اور معالجین کا تختۂ مشق بننا۔

کتاب کا انتساب ڈاکٹر صاحب نے والدین مرحومین کے نام کیا ہے، جن کی دعاؤں اور محنتوں کے نتیجے میں علم کا سلسلہ جاری رہا، انتساب کے نیچے جو شعر درج ہے کہ ''اے کاش پڑھ سکیں وہ ورق اس کتاب کے، خواہش نیک کے طور پر تو صحیح ہے؛ لیکن مرحومین کے پاس کتاب کے اوراق پڑھنے کے لیے وقت اور صلاحیت ہی کہاں ہوتی ہے؟

کتاب کی اشاعت قاضی مجاہد الاسلام لائبریری اینڈ ریسرچ سنٹر نیوملت کالونی پٹنہ سے ہوئی ہے۔ کاغذ، کمپوزنگ، پرنٹنگ اچھی اور ٹائٹل دیدہ زیب ہے۔ اگر آپ پٹنہ میں رہتے ہوں یا ڈاک سے منگوانا چاہتے ہوں تو مصنف کے پتہ سے منگوا سکتے ہیں جو اوپر درج ہے۔ بشرطیکہ آپ ضرورت مند ہوں اور ایک سو چھہتر صفحات کی قیمت تین سو روپے آپ کو زائد نہ معلوم ہو۔

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

عارف باللہ حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب مجددی بھوپالی (۱۸۸۵ء تا ۱۹۷۰ء) اپنے عہد کے ممتاز ولی کامل تھے، اللہ نے ان کی عرفانی واصلاحی مجالس کو بڑی مقبولیت و شہرت عطا کی، آپ کے انہیں مجالس کے ملفوظات کو حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ نے قلم بند کیا اور صحبتے با اہل دل کے نام سے 336 صفحات پر مشتمل جامع کتاب مرتب کی، قارئین نقیب کے لئے ملفوظات سے چند واقعات یہاں نقل کئے جاتے ہیں امید ہے کہ آپ انہیں دلچسپی سے پڑھیں گے اور انہیں مشعلِ راہ بنائیں گے۔

خداسے غفلت موت ہے اور استغفار حیات کا انجکشن ہے: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ مصلّے پر اُن کے دونوں طرف دو بلّیاں بیٹھی رہتی تھیں، ایک صاحب حضرت کے زیارت وملاقات کے لئے بغداد گئے، دیکھا کہ دو بلیاں کھڑی ہوئی باتیں کررہی ہیں کہ ''بایزید تو مرگیا، اب سڑے گا گلے گا'' بلیوں کا بات کرنا تعجب خیز نہیں، میں کسی وقت آپ کو بتاؤں گا کہ قطب وغیرہ بھی سنتے ہیں، ہم آپ بھی سنتے ہیں۔ غرض وہ صاحب جامع مسجد پہنچے اور دریافت کیا کہ حضرت بایزید کا مزار کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو، حضرت کے متعلق ایسی باتیں کرتے ہو، حضرت تو حیات سے ہیں۔ وہ صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کسی موقعہ پر حضرت سے پوچھا کہ مجھ کو راستہ میں دو بلیاں ملی تھیں، اور وہ یہ کہہ رہی تھیں، فرمایا بلیوں نے جو کہا سچ کہا، کچھ وقت میرا غفلت میں گزرا تھا، اور خدا سے غفلت موت ہے، جب مجھے غفلت ہوئی تو بلیوں نے مجھے مردہ سمجھ کر رخت سفر باندھا، اس موت کی عفونت اور بدبو جانور اور ملائکہ بھی ادراک کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس موت سے حفاظت اور حیات کا انجکشن بھی پیدا کیا ہے، جس سے لبِ دم آدمی بھی حیات حاصل کرسکتا ہے، اور وہ انجکشن ہے استغفار۔

ڈاکوؤں کی ذہانت-ایک علمی لطیفہ: ہارون رشید کے پاس کچھ ڈاکو لائے گئے جو سزائے موت کے مستحق تھے، انہوں نے کہا کہ امیر المومنین ہم پر دو عذاب جمع نہ کیجئے، ایک موت کا عذاب اور ایک بھوک کا عذاب، خلیفہ نے ان کے لئے کھانا منگوایا، اور ان کو کھلایا، انہوں نے کہا کہ امیر المونین اب آپ کا ہم پر بس نہیں چل سکتا۔ ہم آپ کے مہمان ہوگئے، ہارون رشید نے یہ سن کر کہا کہ انہوں نے مجھے بے بس اور لاجواب کردیا۔ قرآن شریف میں آتا ہے:

''تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ اَن لَا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِی كُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ o نَحْنُ اَولِيَائُكُمْ فِی الحَيَاةِ الدُّنيا وَ فِی الاٰخِرةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِیْ انفُسكُمْ وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ o نُزُلًا مِّن غَفُوْرٍ رَّحِيم o

ان بندوں پر نازل ہوتے ہیں فرشتے اللہ کی طرف سے یہ پیغام لے کر کہ نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور اس جنت کی بشارت کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے رفیق ہیں دنیا اور آخرت میں، اور اس (جنت) میں تمہارے لئے وہ سب ہے جسے تمہارے جی چاہیں گے، اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تم مانگو گے، مہمانی ہوگی غفور ورحیم پروردگار کی طرف سے۔ یہ کتنی بڑی بشارت اور کیسی نوید جانفزا ہے۔

آخرت کے یقین کی کارفرمائی: ایک بزرگ نے (مکاشفہ میں) دیکھا کہ ایک مچھر ان کے بائیں مونڈھے پر بیٹھا ہوا ہے، اس کا ڈنک ان کے قلب پر ہے، اور وہ موت کا خیال ان کے دل سے ہٹا تا رہتا ہے، موت کے خیال اور آخرت کے یقین سے عمل صالح کی فکر، اور زادِ راہ کا اہتمام لازم پیدا ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں آتا ہے کہ ''فَمَن كَانَ يَرجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا'' لوہے کا گولا یا گیند ڈھلوان کی طرف خود بخود جائے گا، اس کو دھکا دینے یا لڑھکانے کی ضرورت نہیں۔ حضرت عمرؓ کی انگوٹھی پر نقش تھا، كَفٰى بِالْمَوتِ وَاعِظًا'' ڈاکیہ کے تھیلہ میں پندرہ ہزار کی رقم ہے۔ اس کا ایک بے تکلف دوست پندرہ روپئے مانگتا ہے، وہ نہیں دے سکتا، حالانکہ اس کے پاس پندرہ نہیں، پندرہ ہزار روپئے ہیں، کیوں؟ اس لیے کہ اس کو معلوم ہے کہ اس کو ڈاک خانہ میں پائی پائی کا حساب دینا ہے، وہ غنی بھی ہے، مفلس بھی، مختار بھی ہے مجبور بھی، یہی انسان کا حال ہے جس کو آخرت کا کھٹکا لگا ہوا ہے۔ وہ بھی ڈاکیہ کی طرح غنی بھی ہے، قلّاش بھی، آزاد بھی ہے غلام بھی، مختار بھی ہے، مجبور بھی، اپنے اختیار سے کام لے سکتا ہے اور اپنی ملک میں آزادنہ تصرّف بھی کرسکتا ہے مگر آخرت کے حساب وکتاب کا خوف لگا رہتا ہے۔

فرمایا کہ: موت کے وقت بعض لوگوں کو بڑا اضطراب ہوتا ہے، یہ گھبراہٹ کیسی؟ اسی وقت کے لئے تو ساری کوشش اور تیاری ہوتی ہے، ایک شخص روئی دھنکواتا ہے۔ صاف کرتا ہے، پھر رضائی بناتا ہے، اب جب سونے اور سردی کا وقت آیا، تو رزائی سے گھبراہٹ کیوں؟ آرام اٹھانے کا تو اب وقت آیا ہے، اب رزائی کی قدر آئے گی، میرا وقت جتنا قریب آتا جارہا ہے فرحت بڑھتی جارہی ہے۔ ایک نوجوان میرے پاس آتا جاتا تھا، احتضار کے وقت میں اسے دیکھنے گیا، بولا اماں مجھے پکڑیے، میں چلا، یہ اماں کو آواز دینے کا وقت تھوڑے ہی ہے۔ ایک سن رسیدہ بزرگ بہت بیمار تھے، میں دیکھنے گیا، کہنے لگے کہ ایسی دنیا دیکھ رہا ہوں، جس میں نہ دن ہے نہ رات۔ میں سمجھ گیا کہ دوسرا عالَم شروع ہوگیا ہے، ایسے وقت میں کلمہ پڑھنے کو کہا جائے تو اَعِزّا برا مانتے ہیں کہ بدشگونی کررہا ہے۔ میں نے کہا کہ آپکے دل پر گھبراہٹ معلوم ہوتی ہے؟ کہنے لگے ہاں! میں نے کہا کلمہ اِس کا علاج ہے، گھبراہٹ دور ہوجائیگی، آپ کلمہ پڑھیے۔

مسکین شاہ کا زہد و توکل: مسکین شاہ صاحب بڑے زاہد اور تارک الدنیا بزرگ تھے وہ حقیقی معنی میں مسکین شاہ تھے۔ نظام دکن میر محبوب علی خاں بڑے رعب اور وقار کے آدمی تھے، حضرت شاہ یعقوب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جرمنی کا شاہزادہ ان کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ چوگڑہ (یعنی شاہی بگھی جس میں چار گھوڑے جڑتے تھے) میں سوار تھے اور شہزادہ اتنا مرعوب تھا کہ سمٹتا چلا جاتا تھا۔ اس خاندان میں عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے وقت سے کچھ اعمال واشغال چلے آرہے ہیں۔ جن کی وجہ سے میر محبوب علی خاں مرحوم میں ایسی کیفیات تھیں، میں نے ان میں بعض کرامتوں کا ظہور بھی دیکھا ہے۔ غرض میر محبوب علی خاں بہ ایں حشمت و وقار مسکین شاہ صاحب کے یہاں حاضر ہوتے وہ حجرہ میں مشغول ہوتے، نظام صحن میں ٹہلتے رہتے، جب وہ فارغ ہوتے اور عرض کیا جاتا کہ اعلیٰ حضرت تشریف لائے ہیں تو اندر آنے کی اجازت ہوتی۔ تھوڑی دیر کے بعد کہہ دیتے کہ اب جایئے آپ کا حرج ہوگا۔ ایک وہ جاگیر کا پروانہ لے کرآئے، دیکھ کر فرمایا: کچھ اضافہ کیجئے، پھر فرمانے لگے کہ سورج جہاں سے نکلتا ہے وہاں سے لے کر اس جگہ تک جہاں ڈوبتا ہے میری جاگیر ہے، وہاں سے مجھے رزق ملتا ہے۔ اب اس سے زیادہ آپ دے سکیں تو دے دیجئے۔ اسی طرح طالب الدولہ نے ایک باغ نذر کرنا چاہا، اکار فرمایا اور کہا کہ اس مسجد کے پیچھے جو تھوڑی سی زمین میں وہ کافی ہے، وہیں مسجد الماس کے پہلو میں مزار مبارک ہے۔ میرے دریافت کرنے پر فرمایا کہ: میں نے ان کی زیارت نہیں کی انہوں نے ۱۳۱۴ھ میں ارتحال فرمایا۔ میں ۱۳۲۲ھ میں حیدرآباد گیا ہوں، اس وقت ان کے جانشین مسکین شاہ صاحب تھے۔

نفس کے موٹاپے کا راز: ایک بزرگ نے جب اپنے نفس پر غور کیا تو بہت موٹا پایا۔ انہوں نے نفس سے کہا کہ میں نے اتنے مجاہدے کیے مگر تم موٹے رہے؟ نفس نے کہا کہ میرے موٹاپے کی وجہ یہ ہے کہ جو آپ کے پاس آتا ہے وہ جھکتا ہوا آتا ہے۔ لوگ بادشاہوں کی بھی ایسی تعظیم نہیں کرتے جیسی آپ کی۔ کوئی دست بوسی کرتا ہے، کوئی قدم بوسی، اور جو آپ کھانا کھاتے تھے وہ آپ کے جسم کو پہونچتا تھا لیکن یہ تعظیم میری غذا تھی اس وجہ سے میں موٹا ہوگیا ہوں بالآخر انہوں نے اس کا علاج کیا اور ایسا سامان کیا کہ نفس پر ضرب لگی، اس کا علاج ہوگیا۔

بندہ کا کام غلامی و تابعداری ہے: شیخ سعدی نے ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ تمام رات مناجات ودعا میں مشغول رہے، صبح کو ایک غیبی آواز آئی کہ تم مردودِ بارگاہ ہو، تمہارا کوئی عمل قابل قبول نہیں، بزرگ کے چہرے پر کوئی تغیر نہیں ہوا، مریدوں نے کہا کہ کیا حضرت کے گوش مبارک میں یہ ندائے غیبی نہیں پہونچی؟ فرمایا کہ پہونچی، انہوں نے عرض کیا کہ پھر اس سے حضرت کی طبیعت مبارک پر کوئی اثر نہیں ہوا، انہوں نے کہا کہ ہمارا جو کام ہے وہ ہم کررہے ہیں، وہ چاہے مقبول کریں چاہے مردود، اگر اس کا دروازہ ہمارے لیے بند ہے تو ہم جائیں کہاں، اس کے دروازے کے سوا کوئی دروازہ بھی تو نہیں، اس پر ارشاد ہوا کہ یہ ابتلا تھا، تم مقبول ہو۔

پروپیگنڈہ کی ایک دلچسپ تمثیل اور حکایت: قاعدہ یہ ہے کہ جب چند آدمی کسی بات کو بار بار کہنے لگتے ہیں تو لوگ اس کو یقین کرلیتے ہیں، ایک کہے دو کہے، جب متعدد آدمی ایک بات کو کہتے ہیں تو اچھے اچھے آدمیوں کو یقین آجاتا ہے، حالانکہ کسی کے کہنے سننے سے حقیقت نہیں بدلتی، ایک بزرگ نے بکری کا بچہ خریدا، دو تین ٹھگوں نے دیکھ لیا اور کہا کہ یہ بچہ ٹھگنا چاہیے ان میں سے ایک نے اس راستہ پر جس سے یہ بزرگ گزرنے والے تھے ایک درخت کے نیچے مصلّٰی بچھا کر تسبیح پڑھنی شروع کردی، ثقہ صورت، لمبا کرتہ، لمبی داڑھی، جب وہ بزرگ پاس سے گزرے تو یہ حضرت لپک کر پہونچے، بڑے ادب سے سلام کیا، دست بوسی کی اور کہنے لگے کہ حضور اس کے لب پلید ہیں، اس کے روئیں بھی ناپاک ہیں، آپ نے ضرور چوکیداری کے لئے اس کو خریدا ہوگا، اس کے لئے تو بیشک جائز ہے، انہوں نے جھڑک دیا کہ آپ دیکھتے نہیں کہ یہ بکری کا بچہ ہے، آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ فوراً ہاتھ جوڑ کر معذرت کی اور کہا کہ میری نگاہوں کا قصور ہے، بھلا آپ جیسے بزرگ کتا کہیں خریدیں گے؟ آگے بڑھے تو ایک اور صاحب اسی طرح مقدس صورت بنائے ہوئے ملے، آگے بڑھے اور قدموں میں گرگئے، کہنے لگے کہ اچھے لوگوں کی زیارت بھی کفارۂ ذنوب ہے۔ حضور نے کھیت کی حفاظت کے لئے اس کو لیا ہوگا، انہوں نے پھر ڈانٹا اور کہا کہ ''آپ کو سجھائی نہیں دیتا کہ یہ بکری کا بچہ ہے یا کتا ہے، کہنے لگے ''حضرت نے صحیح فرمایا میں جھوٹا، میری نگاہیں جھوٹی۔'' آگے بڑھے تو تیسرے صاحب ملے اور کہا ''حضرت یہ بڑی اچھی نسل کا کتا معلوم ہے؟'' اس پر وہ بھی شبہ میں پڑ گئے اور کہنے لگے ایک غلطی کرسکتا ہے، دو غلطی کرسکتے ہیں، اتنے آدمی تو غلطی نہیں کرسکتے، مجھ ہی کو دھوکا ہوا ہوگا، انہوں نے بکری کے بچہ کو چھوڑ دیا اور چلے گئے۔ ٹھگوں نے اس کو ٹھگ لیا۔

نیت سب کچھ ہے: شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ: ایک بادشاہ اور ایک درویش کا انتقال ہوا، کسی نے خواب میں دیکھا کہ بادشاہ تو جنت میں ٹہل رہا ہے اور درویش دوزخ میں پڑا ہوا ہے، کسی بزرگ سے تعبیر پوچھی تو کہا کہ وہ بادشاہ صاحب تخت وتاج تھا مگر درویشی کی تمنا کرتا تھا اور درویشوں کو بڑی حسرت کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا۔ اور یہ درویش تھے تو فقیر بے نوا مگر بادشاہ کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس طرح اگر کوئی شخص مسجد میں ہے اور اس کا دل لگا ہوا ہے کہ جلدی نماز ہو اور میں اپنے کام کو جاؤں تو گویا وہ مسجد سے باہر نکل چکا اور کوئی بازار میں ہے اور اس کا دل مسجد ونماز میں لگا ہوا ہے تو گویا وہ نماز ہی میں ہے۔ یہی معنی ہیں ''انتظار ''الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ'' کے، زہد خانقاہ میں بیٹھنے کا نام نہیں ہے۔ معلوم نہیں ہم کہاں ہیں اس کا حال تو قیامت میں معلوم ہوگا ''فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهٗ فاولٰئِکَ هُمُ الْمُفلِحُوْنَ'' وہاں اُدھر کا پلہ بھاری ہوا تو اُدھر، اگر اِدھر کا پلہ بھاری ہوا تو اِدھر۔

اصلاح معاشرہ کی فکر کیجئے

مولانا سید احمد ومیض ندوی

اس وقت مسلم معاشرہ برائیوں کے دلدل میں کس قدر پھنس چکا ہے، اس کا اندازہ لگانے کے لئے اخبارات پر ایک سرسری نظر ڈالئے، مقامی خبروں کے صفحات مسلم نوجوانوں کے جرائم اور کرتوتوں سے بھرے نظر آئیں گے، جہیز کے عنوان سے نئی دلہنوں کو پریشان کرنا، زمین کے معاملات میں دوسروں کو قتل کرنا، دوسروں کی جائیداد پر ناجائز قابض ہوجانا وغیرہ، شاید ہی کوئی سماجی جرم ہو جس سے ہمارا معاشرہ آلودہ نہیں۔ برائیوں اور خدا کی نافرمانیوں کے بارے میں عام مسلمان صرف اتنا جانتے ہیں کہ ان کا وبال آخرت میں بھگتنا پڑے گا، جو کچھ سزا ہوگی وہ آخرت میں ہوگی، چونکہ آخرت کا معاملہ نظروں سے اوجھل ہے اور بیشتر افراد آخرت کا زبانی اقرار کرتے ہیں اور دلوں میں پختہ یقین نہیں ہوتا، اس لئے نفس کے تقاضوں کے سامنے سپر ڈالکر پے در پے گناہ کرتے جاتے ہیں، اس میں شک نہیں کہ آخرت کی سزا کا اگر کامل یقین ہو تو یہی ایک بات معاشرہ سے برائیوں کے خاتمہ کے لئے کافی ثابت ہوسکتی ہے، لیکن موجودہ معاشرہ میں گناہوں اور برائیوں کے دنیوی نقصانات کے پہلو کو بھی اجاگر کرنا بیحد ضروری ہے، گناہ کے صرف اخروی نقصانات نہیں ہیں بلکہ قرآن وحدیث میں مختلف برائیوں کے دنیوی اثرات اور ہلاکت خیزیوں کو بھی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، یہ تو قرآن مجید میں ایک سے زائد مرتبہ بتایا گیا ہے کہ انسانوں پر آنے والے تمام آفات ومصائب حوادث واحوال ان کے اعمالِ بد اور معصیتوں کا نتیجہ ہیں، ارشاد خداوندی ہے: تمہیں جو کچھ مصیبت پہونچی وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے، اللہ تعالیٰ تو بہت سی باتوں کو درگزر فرمادیتے ہیں، اسی مضمون کو احادیث مبارکہ میں زیادہ شرح وبسط کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اور مختلف گناہوں کے الگ الگ منفی اثرات ونقصانات ذکر کئے گئے ہیں، مثلاً ابن ماجہ کی ایک روایت میں چار برائیوں کی دنیوی ہلاکت خیزیوں کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے۔

(۱) جب کسی قوم میں بے حیائی اور فحاشی کے کام علانیہ ہونے لگیں تو وہ قوم طاعون میں مبتلا ہوگی اور ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوگی جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوا کرتی تھیں۔ (۲) اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی وہ قحط، تنگی اور ظلم وزیادتی میں مبتلا ہوگی۔ (۳) اور جو قوم زکوٰۃ ادا کرنا چھوڑ دے گی اس سے بارانِ رحمت روک لی جائے گی؛ اگر چوپائے نہ ہوتے تو اس پر کبھی بارش ہی نہ ہوتی۔ (۴) جو قوم عہد شکنی کی مرتکب ہوتی ہے تو اس پر اللہ غیر قوم کے دشمن کو مسلط فرمادے گا اور وہ ظالم حکمراں ان کے مال کو جبراً لے لیں گے۔

ترمذی شریف کی ایک روایت میں قریب ۱۳/سماجی برائیوں کے دنیوی وبال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

(۱) جب امانت کو مالِ غنیمت سمجھ کر ہضم کیا جانے لگے۔ (۲) جب زکوٰۃ کو تاوان شمار کیا جائے۔ (۳) جب علم کی تحصیل دین کے لئے نہیں بلکہ محض دنیا طلبی کے لئے ہونے لگے۔ (۴) جب مرد عورت کی اطاعت شروع کردے (یعنی بجائے اس کے کہ خود قوام بنے اپنے آپ کو عورت کی قوامیت میں دیدے۔ (۵) جب بیٹا ماں کی نافرمانی اور سرکشی کرنے لگے۔ (۶) جب آدمی اپنے دوست سے زیادہ قریب ہوجائے مگر اپنے باپ سے اتنا ہی دور ہوجائے۔ (۷) جب مسجدوں میں آوازیں زور سے بلند ہونے لگیں۔ (۸) اور جب کسی قوم کا سردار اور سربراہ کا فاسق انسان ہونے لگے۔ (۹) جب قوم کا رہنما قوم کا بدترین شخص ہونے لگے۔ (۱۰) جب کسی انسان کی عزت محض اس کے شر سے بچنے کے لئے کی جائے۔ (۱۱) جب گانے والیاں اور باجے عام ہوجائیں۔ (۱۲) جب علانیہ شرابوں کا دور چلنے لگے۔ (۱۳) جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں پر طعن وتشنیع اور لعنت کرنے لگیں۔

تو پھر تم انتظار کرو تیز وتند آندھی کا، زلزلوں کی تباہ کاریوں کا، زمین میں دھنسنے کا، صورتوں کے مسخ ہونے کا اور تیروں کے برسنے کا اور اللہ کی طرف سے پے درپے نزول عذاب کا، جیسے موتیوں کی لڑی ہو جو ٹوٹ گئی ہو اور مسلسل دانے گر رہے ہوں۔

گناہوں اور برائیوں کے دنیوی وبال کو سمجھنے کے لئے یہ دو احادیث مبارکہ کافی ہیں۔ احادیث بالا میں وارد تمام برائیاں موجودہ مسلم معاشرہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں، اسی طرح ان کے اثرات بھی صاف محسوس کئے جاسکتے ہیں، کیا معاشرہ میں ہر طرف بے حیائی وفحاشی کا دور دورہ نہیں ہے؟ کیا ناپ تول میں کمی کی لعنت عام نہیں ہے؟ کیا بیشتر مسلمان صاحبِ نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ سے کتراتے نہیں؟ کیا عہد شکنی اور وعدہ خلافی مسلم معاشرہ کا طرۂ امتیاز نہیں؟ کیا گھر گھر موسیقی اور گانے بجانے کا عمومی رواج نہیں، کیا علانیہ شراب نوشی کے دور نہیں چلتے؟ یہ ساری برائیں ہماری معاشرتی زندگی کا حصہ بن چکی ہیں اور ان کے اثرات علانیہ دیکھے جارہے ہیں، اس وقت زکوٰۃ کی عدم ادائیگی سے بارشوں کا سلسلہ موقوف ہے، قحط اور روزی کی تنگی اور ظالم حکمرانوں کا تسلط بھی سب پر عیاں ہے، بعض ریاستوں میں بارش کی کمی کے سبب برقی کٹوتی کی جارہی ہے، قلتِ باراں کے پیش نظر نمازِ استسقاء کا بھی اہتمام کیا گیا، بلاشبہ نماز استسقاء کا اہتمام مسنون ہے؛ لیکن اسی پر اکتفا کرکے بیٹھنا کافی نہیں ہے، بارش اللہ کی رحمت ہے اور رحمت کا سلسلہ اس وقت موقوف ہوجاتا ہے جب اللہ کا غضب ہو اور گناہ وبرائیاں خدا کے غضب کو دعوت دیتی ہیں، ایسے میں رحمت خداوندی کو جوش میں لانے کی ایک ہی صورت ہے وہ یہ کہ ہر شخص خود بھی سچے دل سے توبہ کرکے ہر قسم کی برائیوں اور گناہوں سے اجتناب کا عزم مصمم کرے اور معاشرہ کو برائیوں سے پاک کرنے کے لئے ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے، مسلم معاشرہ کو برائیوں سے پاک کرنے کے لئے ہمہ جہت اقدامات کی ضرورت ہے، جن میں چند کی نشاندہی کی جاتی ہے:

(۱) دینی واصلاحی تحریکوں کو خصوصیت کے ساتھ آگے آنے اور برائیوں کے خلاف مہم کو اپنے پروگرام کا ایک حصہ بنانے کی ضرورت ہے۔

(۲) علماء اور خطباء مساجد میں معاشرہ میں پھیلی ہوئی مختلف برائیوں کو اپنے خطابات کا موضوع بنائیں اور کئی ماہ تک مسلسل انہیں موضوعات پر خطابات کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔

(۳) گھروں سے بے حیائی اور فحاشی کا ماحول ختم کیا جائے، جن آلات سے بے حیائی کو فروغ ہو رہا ہے، گھروں کو ان آلات سے پاک کیا جائے۔

(۴) نوجوانوں اور کم عمر بچوں کے بیرونی نقل وحرکت اور آمد ورفت پر نظر رکھی جائے، انہیں بری صحبت اور برے ساتھیوں سے محفوظ رکھا جائے۔

(۵) انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے نئی نسل کی بھرپور حفاظت کی جائے۔

(۶) مخلوط تعلیم گاہوں میں تعلیم دلوانے سے احتراز کیا جائے، نیز عصری تعلیم پانے والے لڑکوں اور لڑکیوں کو مخلوط ماحول سے محفوظ رکھا جائے۔

(۷) نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ تبلیغی دعوتی تحریکوں سے وابستہ کیا جائے۔ (۸) مسلم والدین کو چاہئے کہ وہ اپنی بچیوں کو کال سنٹر کی ملازمت سے دور رکھیں۔

(۹) گھروں میں شروع سے بچوں کے اندر برائیوں کی قباحت اور ان کے دینی واخروی نقصانات کا استحضار کیا جاتا رہے۔

(۱۰) برائیوں سے اجتناب کے لئے سب سے بنیادی چیز خوف خدا اور اخروی عذاب کا یقین ہے، اس کے لئے ان مضامین کے بار بار مذاکرہ کی ضرورت ہے، جن سے خوف خدا اور یقین کامل کی دولت حاصل ہوتی ہو۔

(۱۱) برائیوں کی اصلاح کے لئے سب سے اولین شرط اصلاح کرنے والوں کا ہر قسم کی برائیوں سے پاک ہونا ہے، جب تک اصلاح کا بیڑا اٹھانے والا طبقہ قابل تقلید نمونہ نہیں پیش کرے گا، اس وقت تک معاشرہ کی اصلاح کی توقع نہیں رکھی جاسکتی، جب تک سماج کے ذمہ دار اصحاب ان امور پر سنجیدگی سے غور نہیں کریں گے مسلم معاشرہ میں صالح انقلاب نہیں آئے گا۔

ہدایت کا چراغ

اگر دولت مند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو، اگر غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو، اگر بادشاہ ہو تو سلطان عرب کا حال پڑھو، اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو، اگر فاتح ہو تو بدر وحنین کے سپہ سالار پر نظر دوڑاؤ، اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکۂ احد سے عبرت حاصل کرو، اگر تم استاد اور معلم ہو تو صفہ کی درسگاہ کے معلم قدس کو دیکھو، اگر شاگرد ہو تو روح الامین کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ، اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو، اگر تنہائی وبیکسی کے عالم میں حق کے منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار ومددگار نبی کا اسوۂ حسنہ تمہارے سامنے ہے، اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو تو فاتح مکہ کا نظارہ کرو، اگر اپنے کاروبار اور دنیاوی جدو جہد کا نظم ونسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنی نضیر، خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کاروبار اور نظم ونسق کو دیکھو، اگر یتیم ہو تو عبداللہ وآمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو، اگر بچہ ہو تو حلیمہ سعدیہؓ کے لاڈلے بچے کو دیکھو، اگر جوان ہو تو مکہ کے چرواہے کی سیرت پڑھو، اگر سفری کاروبار میں ہو تو بصرہ کے کارواں سالار کی مثالیں ڈھونڈھو، اگر عدالت کے قاضی اور پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نور آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو، جو حجر اسود کو کعبہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر رہا ہے، مدینہ کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو، جس کی نظرِ انصاف میں شاہ وگدا اور امیر وغریب برابر تھے، اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہؓ اور عائشہ کے مقدس شوہر کی حیات پاک کا مطالعہ کرو، اگر اولاد والے ہو تو فاطمہؓ کے باپ اور حسن وحسین کے نانا کا حال پوچھو، غرض تم جو کوئی بھی ہو اور کسی حال میں بھی ہو تمہاری زندگی کے لئے نمونہ، تمہاری سیرت کی درستگی واصلاح کے لئے سامان، تمہارے ظلمت خانہ کے لئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت کبریٰ کے خزانے میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے۔ (علامہ سید سلیمان ندویؒ بحوالہ خطبات مدراس)

آخری آزمائش

یاد رکھئے کہ خدا تعالیٰ اپنے کلمۂ توحید کی حفاظت کے لئے ہم مسلمانوں کی اعانت کا محتاج نہیں ہے، بلکہ ہم اس کے فضل وکرم کے محتاج ہیں، اس تیرہ سو برس کے اندر اسلام میں کتنی قومیں آئیں اور اپنی اپنی باری سے اسلام کی حفاظت کا فرض ادا کر گئیں، اگر اس آخری آزمائش میں بھی ہم پورے نہ اترے تو کیا عجب ہے کہ قدرت الٰہی اپنے دین مبین کی حفاظت کے لئے دوسروں کو چن لے اور ہم کو اسی طرح اپنے دروازے سے مردود کردے، جس طرح ہم سے پہلے بہت سی قومیں ہوچکی ہے ''يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءِ إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ اِنْ يَّشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ وَ مَا ذٰلِکَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ'' اے لوگو! تم اللہ کے فقیر وسائل ہو اللہ تو تمہاری مدد سے بے نیاز ہے اگر وہ چاہتے تو تم سے اپنا رشتہ کاٹ لے اور ایک دوسرے مخلوق کو پیدا کردے اور اس کے لئے یہ کچھ مشکل نہیں ہے۔ (مولانا ابوالکلام آزادؒ)

مثبت طرز فکر ترقی وتعمیر کا غماز

مولانا مفتی محمد ارشد فاروقی

مثبت طرز فکر کا امت کے وجود وبقا اور تعمیر وارتقا میں بنیادی کردار ہے، مثبت طرز فکر امت کو موت کے کنویں سے نکال کر زندگی کی ثریا تک پہونچاتا ہے، البتہ منفی انداز فکر نہ کسی قوم کی تعمیر کرتا ہے، نہ کسی تمدن کی بنیاد ڈالتا ہے، جیسے جب کوئی شخص وزنی بھاری بھرکم سامان کہیں لے جانا چاہتا ہے تو مضبوط وتوانا مزدوروں کی خدمات حاصل کرتا ہے، کیوں کہ کمزور لاغر مزدور کا خود چلنا پھرنا دشوار ہے وہ دوسروں کے بوجھ کیا اٹھائے گا۔

اللہ عزوجل کی ذات قوی پر ایمان کامل کی یہ دولت مومن کے اندر زبردست قوتوں اور توانائیوں کے سوتے پھوٹتے ہیں یہ حقیقت ہے کہ ایمان برحق توانائی کی لہر دوڑا دیتا ہے، ہمتوں کو مہمیز بخشتا ہے اور مثبت طرز فکر کی روح پھونک دیتا ہے، ایک سچے مسلمان کے لئے مثبت طرز فکر کا حامل ہونا ضروری ہے۔

جب صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت مثبت طرز فکر پر ہوئی تو انہوں نے تاریخ کو بدل ڈالا، انسانیت کے جنگل کو محبت والفت، ایمان ویقین کا چمن بنا دیا، یہی فکری پرواز انہیں نیک اعمال میں ایک دوسرے کے آگے بڑھنے کے لئے پر پرواز عطا کرتی، بدر کے موقع پر خباب بن منذر رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کرتے ہیں کہ بدر کی اس جگہ پر پڑاؤ ڈالنے کا اللہ کا حکم ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے وتجویز ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا یہ میری رائے وتجویز ہے، بس خباب بول اٹھے پھر تو یہاں پڑاؤ نہیں ڈالنا چاہئے۔

کچھ لوگوں کی یہ خام خیالی ہے کہ تقوی وپرہیزگاری کا تقاضا ہے کہ بلندیوں کو نہ سر کیا جائے مہم جوئی کی چوٹی پر کامیابی کا جھنڈا نہ لہرایا جائے، ان کی رائے کے مطابق قیادت وسیاست کے لئے کوشش نہ کی جائے، کہ تقوی عہدہ طلبی سے زیادہ رکھتا ہے۔ الیکشن ومیدان سیاست سے دور رکھتا ہے حالاں کہ اس طرح کے خیالات لوگوں کی زندگی میں منفی سوچ جنم دیتے ہیں، اور ان افکار کا تقوی وپرہیزگاری سے دور کا واسطہ نہیں ہے، بلکہ متقی وپرہیزگار تو نظام حکومت، حکومت کے اہل پاکباز ہاتھوں میں لانے کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتا ہے، تاکہ اللہ کے منشاء کے مطابق روئے زمین پر حکمرانی قائم ہو، دنیا عدل وانصاف سے بھر جائے، عالمی امن کا نظام برپا ہو، مؤمن کی شان، اخلاق وکردار، علم وآگہی، صنعت وحرفت اور لوگوں کے ساتھ رکھ رکھاؤ میں نمایاں رہنا اور تفوق وامتیاز حاصل کرنا ہے۔

مثبت فکر کے چند عوامل

۱- مقصد کی شفافیت، جب آپ کا مقصد مثل آفتاب روشن ہوگا تو آپ اس کو وجود کا جامہ پہنانے کی امکانی کوشش کریں گے کہ آپ بڑھ کر مقصد پر قابو پالیں، مشکل سے مشکل کام کر گذریں، مسلمان ایک عظیم پیغام ایک جلیل القدر ذمہ داری کا حامل ہے، وہ ذمہ داری اللہ کی کما حقہ عبادت وتابعداری ہے اور سارے عالم کو رب العالمین کے احکام امن وسکون کا پابند بنانے کے ہمہ وقت سرگرم رہنا ہے۔

مقصد کی یہ بلندی مسلمان سے مثبت فکر کے حامل ہونے کا مطالبہ کرتی ہے حتی کہ ایک مسلمان کو دنیوی معاملات میں بھی کمزور ولچر امور پر اکتفا نہیں کرنی چاہئے مقاصد کی بلندی وعظمت پیش نظر رہنی چاہئے تاکہ بلند ورفیع مقاصد کے حصول کے لئے دنیوی ترقیاں کام آسکیں۔

۲- انفرادی احساس جوابدھی۔ ہر انسان انفرادی طور پر اللہ تعالی کے روبرو کھڑے ہوکر براہ راست بغیر کسی دلیل کے اپنے ہر چھوٹے بڑے عمل کا جواب دہ ہوگا اور اس سے کئے دھرے کا حساب لیا جائے گا وکلھم آتیہ یوم القیمۃ فردا (۹۵ مریم) اور اس کے سامنے (اللہ کے) ان میں سے ہر ایک قیامت کے دن یک وتنہائی آئے گا) کل نفس بما کسبت رھینۃ (۳۸ مدثر) ہر شخص اپنے اعمال کے عوض گروی رکھا ہوا ہے۔ چاہے، آدمی کتنی ہی بڑی جماعت کے ساتھ اجتماعی کام کر رہا ہوا سے اپنا حساب تو خود یک وتنہا اللہ کے حضور دینا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو، اپنی متاع حیات کو فنا ہونے سے پہلے، صحت وتندرستی کو امراض وآلام سے پہلے، فرصت کے اوقات کو مصروف ہو جانے سے پہلے، قوت وجوانی کو ضعف وبڑھاپے سے پہلے، فراخ دستی کو تہی دستی سے پہلے، اس پیغام رسالت میں مسلمانوں کی ذہن سازی کچھ اس طرح کی گئی ہے کہ وہ جو کچھ کرے گا اس کے بارے میں عند اللہ جوابدہ ہوگا، کسی دوسرے کی گردن میں جوا نہیں ڈال سکتا۔

البتہ کچھ لوگ اس غلط فہمی کے شکار ہو جاتے ہیں کہ جب ہم جماعت کے ساتھ اجتماعی کام میں لگے ہیں تو بس یہ قبولیت کے لئے کافی ہے اور انہیں جنت میں داخلے کا ٹکٹ مل گیا ہے، ایسے لوگوں کو خبردار کیا جاتا ہے کہ آپ اپنے اعمال کا محاسبہ کریں، چارج شیٹ دیکھیں، روزنامچہ درست کریں، کیوں کہ آپ کو اپنا حساب انفرادی طور پر دینا ہوگا۔

۳- عالی حوصلہ، بلند ہمت اشخاص کی سوانح کا مطالعہ: عالی حوصلہ، بلند ہمت اشخاص اور اصحاب عزیمت رجال کار، کی سوانح اور زندگیوں کا مطالعہ آپ کے اندر حوصلہ وولولہ بھر دے گا، آپ کی خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرے گا، آپ ان جیسے بننے کی انتھک کوشش کریں گے، ایسی شخصیات کا مطالعہ جنہوں نے اقوام عالم کی تاریخ میں روشن تاریخ بنائی ہے، جیسے خلفائے اربعہ، ائمہ اربعہ اور ہر زمانے کے نمایاں افراد، موجودہ زمانے کے اکابر علماء، کلمہ حق کی صدا بلند کرنے کے خواہشمند ہوشمند داعی ومبلغ، کلمہ باطل کو پاش پاش کرنے کے لئے کوشاں مجاہدین جو تقریر وتحریر، قول وعمل، حکمت ودعوت کے میدان میں سرگرم ہیں اور حفاظت نفس ودین، عزت وناموس، ملک وملت کے بچانے اور دفاع کے لئے آخری قطرہ خون بہانے کے لئے بے تابانہ جذبہ اور فداکارانہ حوصلہ رکھتے ہیں، جب آپ ان مہ پاروں آفتابوں مہتابوں کی بے مثال چمک دمک، بے داغ روشنی میں کھڑے ہوں گے تو آپ کے وجود کا ذرہ ذرہ چمک اٹھے گا، تمنائیں کروٹیں لیں گی، امنگیں جواں ہوں گی آپ کے اندر ایک اسپرٹ پیدا ہو جائے گی، امیدوں کی ایک فوج اٹھے گی جو آپ سے کارہائے نمایاں انجام دلائے گی۔

۴- اپنے سراپا کا جائزہ: اپنے ذہن وفکر، اپنی موجودہ خوابیدہ صلاحیتوں کا باریک بینی سے جائزہ لینا اپنے آپ سے سوال کرنا کہ اسلام اور مسلمانوں اور دنیا کے انسانوں کے مفاد میں کیا کچھ کیا؟ اور کیا مزید کر سکتے ہیں اور کتنی قوت واستطاعت ہے لوگوں تک اپنی خدمات پہنچانے کے کتنے راستے نکل سکتے ہیں، پھر قلبی واردات وخطرات سے اوپر اٹھ کر کام میں لگ جائیں، اور مقصد کو روبہ عمل لانے میں لوگوں کو فائدہ پہونچانے میں کسی سعی وکاوش سے دریغ نہ کریں۔

۵- پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں: پیچھے مڑ کر دیکھنا ناکامی، نفسیاتی شکست کا ذریعہ بنتا ہے، البتہ ماضی سے آپ نے جو سبق سیکھا ہے اسے مستقبل کے لئے زادراہ بنائیے، آپ دیکھتے ہیں کہ جب کوئی سیڑھی پر چڑھنا چاہتا ہے تو وہ مجبور ہے کہ پیٹھ پیچھے والوں کی طرف کرے، یہ بھی حقیقت ہے کہ لوگوں کی بڑی تعداد کامیابی وکامرانی کی دشمن ہے، بس آپ لوگوں کی طرف نہ دیکھیں نہ ان کی باتوں پر کام دھریں بشرطیکہ آپ کا مقصد حقیقت واقعیت کا آئینہ دار ہو۔ اور منزل متعین ہو۔

۶- وقت کی قدر وقیمت- آپ کا وقت آپ کی زندگی ہے، فضول کاموں میں ضائع نہ کریں، زندگی کے ہر منٹ ہر سکنڈ کا لائحہ عمل تیار رکھیں، ہوشیار تاجر اپنے سرمایہ کی نگرانی ہمہ وقت کرتا ہے، تو ذہین وذکی مؤمن اس حقیقت سے آشنا ہوتا ہیکہ اس کی پونجی اس کی زندگی ہے، اسے رائیگاں ہونے سے بچاتا ہے ارشاد نبویؐ ہے ’’رب کی دو نوازشوں صحت اور فرصت کے سلسلہ میں ڈھیر سارے لوگ دھوکہ کے شکار ہیں‘‘ جب تک آپ وقت کی قدر کرتے رہیں گے اور اس بھرپور فائدہ اٹھاتے رہیں گے آپ پر اللہ کی نعمت کی بارش ہوتی رہے گی۔

۷- اپنے وجود کو پرکھنا- آپ جس وقت کسی منصوبہ کی تکمیل سے فراغت پائیں تو کچھ دیر رک کر سوچیں اور اس تکمیلی مرحلے سے گذرے منصوبے کا جائزہ اس خاکہ کی روشنی میں لیں جو آپ نے شروع کرتے وقت تیار کیا تھا، پھر اس نتیجہ تک پہونچنے کی کوشش کریں کہ آپ اپنے منصوبے کو طے شدہ خاکے کے مطابق عملی جامہ پہنا سکے یا نہیں۔

مثبت فکر کے فوائد

۱- اللہ کی جناب میں عذر داری کہ آپ نے قوم وملت کی حالت بدلنے، راہ ہدایت وانابت پر چلانے، فضل وکمال کی انتہا تک پہونچانے میں کوئی کوتاہی وغفلت نہیں برتی۔

۲- جس سرحد پر آپ ہیں اس کی حفاظت- زندگی میں ہم میں سے ہر ایک ایک معین سرحد پر کھڑا ہے، آپ ہر وقت چوکنا رہیں کہ آپ کی سرحد کی طرف سے اسلام پر حملہ نہ کیا جائے۔

۳- خود شناسی- مثبت طرز فکر آپ کو خود شناسی کی دولت سے نوازے گا۔

۴- آپ کے اندر یہ شعور پیدا ہوگا کہ آپ جو خدمت اسلام اور مسلمانوں کے عروج وارتقاء کے لئے کر رہے ہیں سب سے پہلے وہ اللہ کی نگاہ میں اپنی قدر وقیمت متعین کرتی ہے اس کے بعد دنیا میں اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔

۵- آپ کی خوابیدہ وپوشیدہ صلاحیتوں کا بیدار وظاہر ہو جانا۔

۶- ترقی کے منازل طے کرتے کرتے کارہائے نمایاں اور بے مثال نئے نئے منصوبوں وخوابوں کو عملی تعبیر دینا اور کچھ کر گذرنا۔

مضمون کا اختتام ایک حد درجہ عالی ہمت کی علو ہمت وعالی حوصلگی کے اوج کمال کے تذکرے پر کیا جاتا ہے علامہ ابن قیم اپنی عالی ہمتی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سارے علوم وفنون میں حذاقت ومہارت پیدا کر کے دنیا کا سب سے بڑا عالم بن جاؤں، سیاست کے رازہائے سربستہ کی آشنائی حاصل کر کے امام وخلیفۃ المسلمین بن جاؤں، کسب رزق وتجارت کی گتھیاں سلجھا کر مالدار ترین بن جاؤں، عبادت وریاضت میں طاق کہلاؤں، علم کے سمندر بہاؤں، دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دوں، عطاو بخشش، جود وسخا کے دریا لٹاؤں، نیک وصالح مجاہدین پیدا کروں، اللہ کی محبت وعشق میں سرشار رہوں، خواہشات وتمنائیں تو اپنی ہیں، اپنے بس میں بس اتنا ہی ہے کہ زندگی کا ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان رفیع وبلند اور مقصود ومطلوب درجات کے حصول کے لئے عمل کئے جاؤں۔

وقت سے پہلے طوفان کا اندازہ

مسلمان وقت سے پہلے طوفان کا اندازہ کر لیں اور یہ سمجھ لیں کہ ان کو ایسی تعلیم درکار ہے جس سے مسلمان بھی باقی رہیں اور اس راہ میں جو غفلت سرکاری مدارس کے پہلے دور میں ان سے ہو چکی ہے، وہ اس آنے والے دور میں نہ ہو... تعلیم کی اہمیت بہت بڑی ہے، یہی وہ سانچہ ہے جس میں ملت کے نوجوان افراد ڈھل کر نکلتے ہیں، ان کی ذہنی تربیت، اخلاقی نشو ونما، دماغی استعداد اور قلبی قوت یقین، یعنی ساری ذہنیت اس کے ذریعہ بنائی اور بگاڑی جاسکتی ہے، امت کو جیسے افراد کی ضرورت ہے، وہ اسی کے ذریعہ تیار ہوتے ہیں اور ہو سکتے ہیں، خوب سمجھئے کہ ہندویت کی طرح اسلامیت کوئی قومیت یا وطنیت نہیں ہے، بلکہ وہ ذہنی یقین اور اعمال واخلاق کے ایک خاص طریقہ کا نام ہے، جس کی بقا تعلیم وتربیت کے سوا اور کسی ذریعہ سے ممکن ہی نہیں،، اس کی بقاء کے لئے تعلیم وتربیت کے ایک خاص نظام کی ضرورت ہے، جو مسلمانوں کے مسلمان رہنے اور بننے میں مدد دے۔ (علامہ سید سلیمان ندویؒ، بحوالہ سلوک سلیمانی)

اخبارِ جہاں

محمد عادل فریدی

تعلیم و روزگار

یورپی یونین کی بجلی کی بڑھتی قیمتوں کو قابو میں رکھنے کی کوشش

یورپی یونین کے 27 رکن ممالک کے وزرائے توانائی برسلز میں ایک ہنگامی میٹنگ میں صارفین اور تاجروں کو توانائی کی بڑھتی قیمتوں سے بچانے کے طریقہ کار پر غور وخوض کررہے ہیں، تاکہ موسم سرما کی آمد سے قبل بجلی کی آسمان چھوتی قیمتوں پر قابو پانے کا کوئی راستہ تلاش کرسکیں۔تاہم کسی متفقہ حل پر ان کا پہنچنا مشکل دکھائی دیتا ہے۔یہ میٹنگ ایسے وقت ہورہی ہے جب پچھلے 12 ماہ میں یورپ کو روسی گیس کی ترسیل میں تقریباً 90 فیصد کی کمی آچکی ہے جبکہ یوکرین پر ماسکو کے فوجی حملے کی وجہ سے پیدا ہونے والی کشیدگی کے نتیجے میں بجلی کی سپلائی کا مسئلہ مزید پیچیدہ ہوتا جارہا ہے۔یورپی کمیشن کی صدر ارزولا فان ڈیرٔ لائن نے اس یورپی بلاک میں صارفین اور تجارت پیشہ افراد کے لیے بجلی کی قیمتوں کی ایک حد مقرر کرنے کے حوالے سے کئی تجاویز پیش کی ہیں۔ان تجاویز میں روسی گیس کی قیمت طے کردینا، گیس کے بغیر بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کے لیے منافع کی حد مقرر کردینا اور پورے یورپی یونین میں بجلی بچانے کے اقدامات کو نافذ کرنا شامل ہیں۔اگر یورپی یونین میں بجلی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں پر قابو کرنے کی تجاویز پر وزرائے توانائی متفق ہوجاتے ہیں تو یورپی کمیشن اسے اگلے ہفتے کے اوائل تک قانونی تجویز کے طور پر آگے بڑھا سکتا ہے۔(ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

بنگلہ دیشی وزیراعظم شیخ حسینہ بھارت کے دورے پر

بنگلہ دیشی وزیراعظم شیخ حسینہ بھارت کے تین روزہ دورے پر پانچ ستمبر پیر کے روز نئی دہلی پہنچ گئی ہیں، وہ اپنے بھارتی ہم منصب نریندر مودی سے بھی ملاقات کریں گی۔ان کے دورے کے ایجنڈے میں دفاعی تعاون میں اضافہ، علاقائی رابطوں کے حوالے سے اقدامات میں توسیع اور جنوبی ایشیا میں استحکام اہم موضوعات ہیں۔بنگلہ دیش کی وزیراعظم نے آخری بار 2019 میں بھارت کا دورہ کیا تھا۔گزشتہ برس بنگلہ دیش کی آزادی کی 50 ویں سالگرہ تھی اور ملک کے بانی شیخ مجیب الرحمان کا 100 واں یوم پیدائش بھی منایا گیا تھا۔اس موقع پر بھارتی وزیر اعظم مودی نے بنگلہ دیش کا دورہ کیا تھا۔2015 کے بعد دونوں ممالک کے وزرائے اعظم اب تک 12 مرتبہ آپس میں ملاقات کرچکے ہیں۔(قومی آواز)

قرآنی تعلیمات سے متاثر ہوکر برطانیہ میں ایک نومسلمہ کا قبول اسلام

برطانیہ میں رہنے والی نومسلمہ مریم نے قرآنی تعلیمات سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا ہے۔اس کے مذہب تبدیل کرنے کے اقدام پر ہر کوئی حیران ہے۔اسلام قبول کرنے سے پہلے مریم نے ایک مہینے میں چار مرتبہ قرآن پاک کی تلاوت کی۔مذہب اسلام کیلئے عقیدت بیدار ہونے پر لڑکی نے فیصلہ کیا کہ وہ مذہب اسلام اختیار کرے گی اور سب کو حیران کرکے اس نے اسلام قبول کرلیا۔مریم کے اپنا مذہب تبدیل کرنے کے فیصلے نے اہل خانہ کو حیران کردیا ہے۔مریم کی والدہ اور دادی بھی ان کے فیصلے سے خوش نہیں تھیں لیکن مریم اپنے فیصلے پر قائم رہیں۔مذہب تبدیل کرنے کے معاملے پر مریم نے بتایا کہ ہمارے گھر مسلم الیکٹریشن آتا تھا، میں ان سے بات کرتی تھی لیکن اسلام کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ملی۔پھر میں نے اسلام سے متعلق کتابیں پڑھیں جن میں بہت سی باتیں واضح ہوئیں۔مریم نے رمضان المبارک میں قرآن پاک پڑھا۔قرآن پاک کی تلاوت کے بعد مریم کو ایسا کوئی پیغام نہیں ملا جس میں تشدد کو بڑھاوا دینے والا ہو۔مریم قرآن کی تعلیم سے بہت متاثر ہوئیں۔اسلام قبول کرنے کے بعد مریم نے بتایا کہ لوگوں نے میرے بارے میں طرح طرح کی باتیں کیں۔لوگ سمجھ رہے تھے کہ مجھ پر کسی نے مذہب تبدیل کرنے کے لیے دباؤ ڈالا ہے، لیکن میں اسلام پر یقین رکھتی ہوں۔مجھے اللہ پر پورا بھروسہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ ہماری مشکلات کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہوں لیکن اللہ سب سے بڑا ہے۔جو ہماری تمام پریشانیوں کو دور کرتا ہے۔(نیوز۔۱۸)

شمالی کوریا کا جوہری ہتھیاروں کی حامل ریاست ہونے کا اعلان

شمالی کوریا کے حکمراں کم جونگ اُن نے باضابطہ طور پر جوہری ہتھیاروں کی حامل ریاست ہونے کا اعلان کردیا ہے۔سرکاری خبررساں ایجنسی کے سی این اے کے مطابق شمالی کوریا نے خود کو جوہری ہتھیاروں کی حامل ریاست قرار دیتے ہوئے ایک قانون پاس کیا ہے۔جس میں ملک کے رہنما اور جوہری تخفیف پر کسی بھی بات چیت کے امکان کو مسترد کیا گیا ہے۔یہ قانون ملک کی سلامتی اور تحفظ کے لیے سیکیورٹی فورسز کو پیشگی جوہری حملے کا حق بھی دیتا ہے۔شمالی کوریا کے حکمراں کم جونگ اُن نے قانون کو ناقابل واپسی قرار دیکر عالمی قوتوں کے ساتھ بات چیت کے تمام دروازے بند کرلیے ہیں۔اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی جانب سے عائد سخت پابندیوں کے باوجود شمالی کوریا نے 2006 سے 2017 کے درمیان 6 جوہری تجربات کیے ہیں۔(نیوز ایکسپریس)

صنفی تفریق کے خاتمے میں دنیا کو مزید 3 صدیاں لگیں گی: اقوام متحدہ

اقوام متحدہ نے اپنی ایک حالیہ رپورٹ میں کہا ہے کہ صنفی تفریق کے خاتمے میں دنیا کو مزید 3 صدیاں لگ جائیں گی۔عالمی ادارے کی رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں جاری مختلف بحرانوں کی وجہ سے صنفی تفریق کی پائی جانے والی خلیج مزید وسیع ہوتی جارہی ہے اور اس مسئلے کے حل کے لیے جس سست رفتاری سے پیش رفت ہورہی ہے، اس کے پیش نظر افسوس کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ دنیا میں مکمل صنفی مساوات قائم کرنے میں عالمی برادری کو مزید 300 سال لگ جائیں گے۔عالمی ادارے کے شعبہ اقتصادیات اور سماجی امور کے ساتھ مل کر تیار کی گئی رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ دنیا کو درپیش نئے چیلنجز جیسے کورونا وائرس اور اس کے بعد پیدا ہونے والے ہنگامی حالات، پرتشدد واقعات اور تصادم، غیر معمولی ماحولیاتی تبدیلیاں اور خواتین کے خلاف جنسی جرائم سمیت ان کی صحت اور دیگر حقوق نظر انداز کیے جانے کی وجہ سے صنفی تفریق میں اضافہ ہوا ہے۔(نیوز ایکسپریس)

بھارت میں پاکستانی ''روح افزا'' کی فروخت کررہا امیزون

مقبول عام مشروب ''روح افزا'' تیار کرنے والی بھارتی کمپنی ہمدرد نے عدالت سے شکایت کی تھی کہ آن لائن ریٹیلر امیزون (AMAZON) پاکستانی ہمدرد کی تیار کردہ ''روح افزا'' بھارت میں فروخت کررہا ہے۔دہلی ہائی کورٹ نے ایمازون کو حکم دیا کہ وہ پاکستان میں تیار کردہ ''روح افزا'' کو بھارت میں فروخت ہونے والی ای ریٹیل اشیاء کی اپنی فہرست سے ہٹا دے۔دہلی ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے میں کہا کہ ''روح افزا'' ایک ایسا مشروب ہے جسے بھارتی عوام ایک صدی سے زیادہ عرصے سے استعمال کررہے ہیں۔اس کی کوالٹی پر بھارت کے ''فوڈ سیفٹی اور اسٹینڈرڈ ایکٹ'' اور ''لیگل میٹرولوجی ایکٹ'' کا اطلاق ہوتا ہے اور بھارت میں اسے تیار کرنے والی کمپنی ''ہمدرد نیشنل فاونڈیشن'' اس پر عمل کرتی ہے، لیکن حیرت کی بات ہے کہ ایک امپورٹیڈ پروڈکٹ کو، اسے تیار کرنے والوں کی جانب سے مصنوعات کی مکمل تفصیلات دیے بغیر ہی، امیزون پر بھارت میں فروخت کیا جارہا ہے۔ہمدرد نیشنل فاونڈیشن اور ہمدرد لیباریٹریز (انڈیا) نے اپنی عرضی میں کہا تھا کہ ''ہمدرد'' اور ''روح افزا'' کے ''لوگو'' کے حقوق ان کے پاس ہیں۔لیکن گزشتہ برس انہوں نے دیکھا کہ کچھ دیگر ادارے امیزون پر ''روح افزا'' فروخت کررہے ہیں۔حالانکہ جب ان اداروں اور امیزون انڈیا کو اس حوالے سے نوٹس بھیجی گئی تو انہوں نے اسے اپنی فہرست سے ہٹادیا۔

عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا کہ جب کوئی صارف امیزون پر پاکستانی ہمدرد کے تیار کردہ ''روح افزا'' پر کلک کرتا ہے تو وہ ہمدرد لیباریٹریز (انڈیا) کے ویب پیج پر پہنچ جاتا ہے، جس سے وہ اس غلط فہمی کا شکار ہوجاتا ہے کہ یہ بھارتی ہمدرد کا تیار کردہ ہے۔اس سے صارفین ہمدرد وقف لیباریٹریز پاکستان کے تیار کردہ ''روح افزا'' کو عرضی گزار کا تیار کردہ مشروب سمجھ لیتے ہیں اور غلط فہمی کا شکار ہوجاتے ہیں۔چونکہ امیزون ایک ''معاونت کار'' کا کردار ادا کرتا ہے اس لیے یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ کسی بھی چیز کے فروخت کنندہ اور اس کی تمام تفصیلات درج کرے۔عدالت نے امیزون کو حلف نامہ داخل کرکے یہ وضاحت کرنے کے لیے بھی کہا کہ وہ ''روح افزا'' کے حوالے سے تمام تفصیلات اپنی فہرست میں درج کرے۔خیال رہے کہ دہلی کے حکیم عبدالمجید نے 1907 میں ''روح افزا'' تیار کرنا شروع کیا۔تقسیم ملک کے بعد ان کے دو بیٹوں میں سے بڑے بیٹے حکیم عبدالحمید بھارت میں رہ گئے، جب کہ چھوٹے بیٹے حکیم محمد سعید پاکستان ہجرت کرگئے۔دونوں نے ہی اپنے اپنے ملک میں نام اور شہرت حاصل کی۔''روح افزا'' کے مالکانہ حقوق بھارت میں ہمدرد نیشنل فاونڈیشن جب کہ پاکستان میں اس مقبول عام مشروب کو ہمدرد لیباریٹریز (وقف) تیار کرتا ہے۔(بحوالہ ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

ہندوستان-برطانیہ کے درمیان مشترکہ تعلیمی کورسز کا آغاز

ہندوستان اور برطانیہ کے درمیان 25 اپریل 2022 کو دستخط شدہ تعلیمی کورسز سے متعلق مفاہمت برائے یادداشت کو منظوری دے دی گئی ہے۔وزیراعظم نریندر مودی کی زیر صدارت مرکزی کابینہ نے بدھ کے روز اس کو منظوری دے ہے۔قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں اس کا تصور پیش کیا گیا ہے کہ تعلیم کے حصول کو آسان سے آسان تر بنایا جائے۔برطانیہ کے اعلی تعلیمی اداروں کی جانب سے یہ ایم او یو اعلی تعلیمی اداروں (HEIs) کے درمیان مشترکہ کورسز کی پیشکش کی سہولت بھی فراہم کرتا ہے۔نیشنل ایجوکیشن پالیسی 2020 کے تحت ہندوستان اور برطانیہ کے درمیان تعلیمی قابلیت سے متعلق باہمی شناخت (MRQs) کا مقصد تعلیمی تعاون بڑھانا ہے اور طلبہ کی ہندوستان اور برطانیہ میں منتقلی کو فروغ دینا ہے۔برطانیہ کی جانب سے ان کے ایک سالہ ماسٹرز پروگرام کو تسلیم کرنے کی درخواست پر غور کیا گیا۔وہیں دونوں ممالک کے وزرائے تعلیم کے درمیان 16 دسمبر 2020 کو دہلی میں ہونے والی میٹنگ کے دوران ایک مشترکہ ٹاسک قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔اس سلسلے میں پہلی میٹنگ 4 فروری 2021 کو ہوئی تھی اور اس کے بعد تفصیلی غور وخوض اور گفت وشنید کے بعد دونوں فریقوں نے ایم او یو کے مسودے پر اتفاق کیا۔مفاہمت نامے کا مقصد دونوں ممالک کے تعلیمی اداروں کی طرف سے تعلیمی قابلیت، اسٹڈی کے دورانیے، تعلیمی ڈگریوں یا قابلیت سے متعلق دستاویزات اور ایکریڈیٹیشن کی باہمی شناخت میں سہولت فراہم کرنا ہے۔انجینئرنگ، میڈیسن، نرسنگ اینڈ پیرا میڈیکل ایجوکیشن، فارمیسی، لاء اینڈ آرکیٹکچر جیسی پروفیشنل ڈگریاں اس ایم او یو کے دائرہ سے باہر ہیں۔این ای پی 2020 کے تحت تعلیم کو بین الاقوامی بنانے کے لیے اس کی پہل کی گئی ہے۔(نیوز۔۱۸)

انڈین ریلوے میں رقم کی واپسی کے قوانین میں تبدیلی

انڈین ریلوے ٹرین کے ٹکٹوں کی منسوخی پر زیادہ چارجز لگانے کا ارادہ کررہا ہے۔اس لیے اب ٹکٹوں کی منسوخی مزید مہنگی ہوجائے گی، کیونکہ اس پر بھی گڈز اینڈ سروسز ٹیکس (GST) عائد ہوگا۔ایک سرکلر جاری کرتے ہوئے وزارت خزانہ کے ٹیکس ریسرچ یونٹ نے کہا کہ ٹکٹوں کی بکنگ ایک معاہدہ ہے، جس کے تحت سروس فراہم کرنے والا انڈین ریلوے کیٹرنگ اینڈ ٹورازم کارپوریشن (IRCTC) یا انڈین ریلوے کسٹمر کو خدمات فراہم کرنے کا وعدہ کرتا ہے۔وزارت ریلوے نے ایک سرکلر میں کہا ہے کہ 23 ستمبر 2017 کو جاری کردہ ہدایات کے مطابق ٹکٹوں کی منسوخی کی صورت میں کرایہ کی واپسی کے اصول کے مطابق واجب الادا رقم کی واپسی کی جائے گی، اس کے ساتھ ساتھ بکنگ کے وقت وصول کی جانے والی جی ایس ٹی کی کل رقم مکمل طور پر بھی واپس کی جاتی ہے۔تاہم کینسلیشن یا کلرکیج چارج ریفنڈ کے اصول کے مطابق لاگو ہوتا ہے اور کینسلیشن یا کلرکیج چارج پر جی ایس ٹی کی رقم ریلوے کے ذریعہ اب بھی برقرار ہے، جسے صارفین کو ادا کرنا ہوگا۔یہ صرف اے اور فرسٹ کلاس میں لاگو ہوتا ہے۔جی ایس ٹی وزارت خزانہ کی جانب سے جمع کیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ دیگر قواعد وضوابط میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔(نیوز۔۱۸)

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

امارت شرعیہ تنظیمی ڈھانچوں کے استحکام کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول میں سرگرم عمل

امارت شرعیہ اس ملک میں اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، جسے ہمارے اسلاف واکابر نے اہم مقاصد کے پیش نظر بڑی حکمت وبصیرت کے ساتھ قائم کیا تھا۔اس کے بنیادی شعبوں میں ایک اہم شعبہ شعبہ تبلیغ وتنظیم ہے۔الحمدللہ امارت شرعیہ کی تنظیم بہار،اڈیشہ اور جھارکھنڈ کی مسلم آبادیوں میں شہر سے لے کر دیہات تک قائم ہے،جس کے ذریعہ ملک وملت اور سماج کی تعلیمی،فلاحی اور تنظیمی خدمات انجام پا رہی ہیں۔اس وقت تنظیمی ڈھانچوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت پہلے کے مقابلہ میں کئی گنا بڑھ گئی ہے۔موجودہ امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر امارت شرعیہ کے دیگر شعبہ جات کے ساتھ شعبہ تنظیم کے استحکام پر خصوصی توجہ فرما رہے ہیں۔اور اسے وقت وحالات کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے ہوئے ترقی دینے میں لگے ہیں۔آج کا یہ ضلعی اجتماع اسی کی ایک کڑی ہے، یہ باتیں امارت شرعیہ بہار،اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے مشرقی چمپارن امارت شرعیہ کے تنظیم کے ذمہ داروں سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔انہوں نے کہا کہ مشرقی چمپارن بہار کے دوسرے اضلاع کے مقابلہ میں کافی بڑا ہے، یہاں بلاک کی تعداد ستائس ہے۔یہاں کی اپنی ایک تاریخ ہے، تیزی سے بدلتے ہوئے حالات اور ملت کے مختلف مسائل کو دیکھتے ہوئے یہاں کی تنظیم کے ذمہ داروں کی جواب دہی بڑھ جاتی ہے،آپ حضرات امارت شرعیہ کی قوت ہیں۔امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی مدنی نے تفصیل کے ساتھ تنظیم کی اہمیت اور اس کے ڈھانچوں پر روشنی ڈالی اور مرکز سے پنچایت اور گاؤں کی سطح تک تنظیم کا طریقۂ کار بتایا۔موصوف نے کہا کہ ملکی حالات کے پیش نظر ہمیں وقت رہتے ہوئے منظّم ہونے کی حد درجہ ضرورت ہے۔باشعور اور زندہ قومیں اپنے تنظیمی ڈھانچوں کے ساتھ ایک امیر کی ماتحتی میں زندگی گزارتی ہیں۔اسی کے مدنظر یہ شعبہ قائم ہے اور اس کے تحت ضلع،بلاک،پنچایت اور بستی کی سطح پر کمیٹیاں موجود ہیں اور ان سب کو باہم مربوط کر دیا گیا ہے تاکہ تمام آبادیوں میں باشعور اور ملت کے دردمند افراد کو جوڑ کر ان کے ذریعہ ملک وملت کے پھیلے ہوئے سماجی مسائل ومشکلات کو حل کرنے کی راہیں نکالی جائیں،ضلع وبلاک اور پنچایت کمیٹیوں کے ذمہ دار اور نقباء تمام حضرات تنظیم امارت شرعیہ کی اکائیاں اور یونٹ ہیں سب کے ترتیب وار متعین کام اور ذمہ داریاں ہیں ان تمام کی مشترکہ جدوجہد سے ہی ہر سطح پر خدمت خلق کے کام انجام دیے جا سکتے ہیں۔یہ کمیٹیاں اس لئے بنائی گئیں ہیں کہ ملت کے پریشان حال لوگ جہاں سے جب بھی امارت شرعیہ کو آواز دیں تو یہ ان کے بروقت کام آ سکیں۔

اس میٹنگ کے اہم ایجنڈوں میں پنچایت سطح پر کمیٹی کی تشکیل کو مکمل کرنا،تمام مسلم آبادیوں میں خود کفیل نظام مکاتب کے قیام کو فروغ دینا،بلاک وار نقباء کی میٹنگ اور ان کے نام و پتہ جات کی تصحیح،نئی نسل کو فتنہ ارتداد سے محفوظ رکھنے کے لئے گھر گھر دینی تعلیم وتربیت کا نظم اور مسلم بچے وبچیوں کے دین وایمان کے تحفظ کے لئے ہفتہ وار اور ماہانہ اجتماعات کا نظم کرنا اور تنظیم کے ارکان کی دوروزہ فکری وعملی تربیت جیسے اہم عنوان شامل تھے بالترتیب ایجنڈہ کے تمام نکات پر باہم تبادلہ خیال ہوا،اور اس کے تمام پہلوؤں پر غور وفکر کیا گیا،اور ہر ایک ایجنڈہ پر تمام بلاک کے ذمہ داران نے اپنی اپنی قیمتی آراء پیش کیں،جنہیں اخیر میں تجاویز کی شکل دیدی گئیں اس ماہ کی 15 تاریخ تک ان شاءاللہ باقی ماندہ بلاکوں میں پنچایت سطح کی کمیٹی کو مکمل کر لیا جائے گا مکاتب دینیہ کا سروے اور بلاک وار نقباء کے اجتماع کا عمل اسی ماہ سے شروع کر دیا جائے گا میٹنگ کا آغاز قرآن کریم کی تلاوت سے ہوا،بعدہ دارالقضاء امارت شرعیہ موتیہاری کے قاضی شریعت اور ضلع کمیٹی کے صدر مولانا مفتی ریاض قاسمی صاحب نے مہمانوں کی خدمت میں استقبالیہ خطبہ پیش کیا وہیں ڈھاکہ دارالقضاء کے قاضی شریعت مولانا محمد اطہر جاوید قاسمی صاحب،ڈھاکہ کمیٹی کے صدر مولانا امان اللہ قاسمی صاحب سمیت مختلف علماء کرام اور بلاک کے ذمہ داران نے بھی اظہار خیال فرمایا اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں مفتی ریاض قاسمی صاحب قاضی شریعت موتیہاری اور مولانا اطہر جاوید قاسمی قاضی شریعت ڈھاکہ اور ان کے رفقاء نے گراں قدر محنت صرف کی،امارت شرعیہ کی ضلع وبلاک کمیٹیاں اور مولانا سعود اللہ رحمانی مولانا صلاح الدین اور مولانا نسیم مبلغین امارت شرعیہ نے بھی پروگرام کو کامیاب بنانے میں اپنا حصہ لیا،اخیر میں صدر مجلس مفتی سہراب ندوی صاحب کی رقت آمیز دعاء پر مشاورتی اجلاس کا اختتام ہوا۔

مدارس کے سلسلہ میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں کا متعصّبانہ رویہ تشویشناک اور غیر دستوری

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے اپنے پریس نوٹ میں کہا ہے کہ آر ایس ایس کے فکر ونظریہ کی نمائندہ جماعت ابھی مرکز اور ملک کی متعدد ریاستوں میں برسر اقتدار ہے، جو اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کے تئیں کھلے طور پر منفی نظریات کی حامل ہے؛ حالانکہ کسی بھی فکر اور نظریہ سے متاثر جماعت جب برسر اقتدار آتی ہے تو اس سے امید ہوتی ہے کہ وہ آئین اور دستور کی روح کے مطابق کام کرے گی اور اس کی نظر میں تمام شہری برابر ہوں گے،خود وزیر اعظم بھی پارلیمنٹ اور دیگر فورمز پر آئین و قانون کی بات کرتے ہیں؛ لیکن ان کی حکومت اور مختلف ریاستوں میں برسر اقتدار ان کی پارٹی کا طرز عمل اس سے الگ ہے۔

یوپی اور آسام میں جس طرح مدارس پر شکنجہ کسا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں معمولی خلاف ورزیوں کو بہانہ بنا کر یا تو مدارس کو بند کیا جا رہا ہے، یا مدارس کی عمارت کو منہدم کیا جا رہا ہے، یا پھر ان مدارس ومساجد میں کام کرنے والوں پر بلا دلیل دہشت گردی کا الزام لگایا جا رہا ہے،اور بلاثبوت کارروائی کی جا رہی ہے، نیز آسام میں ملک کے دوسرے علاقوں سے آنے والے علماء پر قانونی وانتظامی قدغن لگائی جا رہی ہے، یہ آئین میں دیے گئے حقوق کی صریح خلاف ورزی ہے اور قطعاً قابل قبول نہیں ہے،اگر قانون کی معمولی خلاف ورزی پر مدارس کی بندش اور عمارتوں کا انہدام ہی واحد سزا ہے تو کیوں یہی پیمانہ گروکل،مٹھوں،دھرم شالاؤں اور برادران وطن کے دیگر مذہبی اداروں کیلئے نہیں اپنایا جاتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ حکومت آئین کو طاق پر رکھ کر من مانی کارروائی کر رہی ہے۔مسلم پرسنل لا بورڈ اس طرح کی متعصّبانہ اور نفرت کے جذبہ پر مبنی کارروائیوں کی سخت مذمت کرتا ہے اور کسی منفی نظریہ کے بجائے آئین کی روح پر عمل پیرا ہونے کا مطالبہ کرتا ہے، بورڈ مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ صبر وتحمل سے کام لیں اور ایسے غیر قانونی اقدامات کو اجتماعی کوششوں کے ذریعہ قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے روکنے کی کوشش کریں۔

امارت شرعیہ پھلواری شریف سے منسلک ہو کر ملی خدمات انجام دینے کے خواہش مند حضرات متوجہ ہوں

امارت شرعیہ بہار،اڈیشہ وجھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ قوم وملت کا ایک عظیم سرمایہ اور اہم دینی،تعلیمی،سماجی و فلاحی سو سالہ قدیم ادارہ ہے،جس کی خدمات کی روشن اور تابناک تاریخ ہے، بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ نے جن شعبوں کو امارت شرعیہ میں شامل فرمایا تھا ان میں اہم شعبہ،شعبہ دعوت و تبلیغ ہے، امیر شریعت اول بدرالکاملین حضرت مولانا شاہ بدرالدین قادریؒ سجادہ نشین خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ سے لے کر اب تک کے تمام امراء شریعت نے اس شعبہ پر خصوصی توجہ فرمائی۔

موجودہ امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی بھی خاص توجہ اس شعبہ کے استحکام اور توسیع پر ہے، حضرت نے حالات اور تقاضوں کو دیکھتے ہوئے بہار،اڈیشہ وجھارکھنڈ کے تمام اضلاع اور علاقوں کے لئے بڑی تعداد میں دعاۃ اور مبلغین بحال کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے تاکہ ہر علاقہ میں بروقت اسلام کی صحیح روشنی اور امارت شرعیہ کا پیغام ان تک پہنچ سکے اور تنظیم کا استحکام ہو۔

حضرت امیر شریعت صاحب کی ہدایت کو بروئے کار لانے کی غرض سے امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے اعلان کیا ہے کہ جو حضرات علماء وحفاظ امارت شرعیہ کے شعبہ تبلیغ سے منسلک ہو کر قوم وملت کی گراں قدر خدمات انجام دینا چاہتے ہوں وہ جلد اپنی درخواست ناظم امارت شرعیہ کے نام دستی/ بذریعہ ای میل/ وہاٹس ایپ درخواست صاف اور اپنی تحریر میں لکھیں، نیز اپنا مکمل پتہ اور موبائل نمبر بھی ضرور تحریر کریں، تعلیمی اسناد کی عکسی کاپی بھی درخواست کے ساتھ بھیجیں، درخواست موصول ہونے کے بعد بحالی کا عمل ان شاءاللہ حسب ضابطہ عمل میں آئے گا۔درخواست ۱/اکتوبر تک دفتر تبلیغ وتنظیم کو موصول کرا دیں۔

بذریعہ ڈاک درخواست بھیجنے کا پتہ:۔ ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ، بہار پن کوڈ:801505

ای میل:tanzimimaratshariah@gmail.com

وہاٹس ایپ نمبر:9065720887/9546493996

امیر شریعت سابع مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ کی شخصیت وخدمات پر مسابقۂ مضمون نویسی

عزیزیہ رحمانی ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر فاؤنڈیشن،نئی دہلی کے زیر اہتمام مفکر اسلام امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانیؒ کی شخصیت وخدمات پر مسابقۂ مضمون نویسی کا اعلان کیا گیا ہے۔یہ کل ہند سطح کا مسابقہ ہے جس میں کوئی بھی حصہ لے سکتا ہے۔مضمون کے چار عناوین ہیں:(۱) مولانا ولی رحمانی کی ادبی خدمات (۲) مولانا ولی رحمانی اور تعلیم،(۳) مولانا ولی رحمانی کی سیاسی بصیرت،(۴) مولانا ولی رحمانی کا سماجی کردار۔مسابقے میں اول پوزیشن حاصل کرنے والے کو 5000 روپے نقد مع تحفۂ کتب،دوسری پوزیشن حاصل کرنے والے کو 3000 روپے نقد مع تحفۂ کتب،تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے کو 2000 روپے نقد مع تحفۂ کتب،جبکہ دس شرکاء مسابقہ کو تشجیعی انعام کے طور کتابیں اور تمام شرکا کو توصیفی سند بھی دی جائے گی۔(۱) کمپوز شدہ مضمون 1500 سے 2000 الفاظ پر مشتمل ہونا چاہیے۔(۲) فاؤنڈیشن کے ای میل aziziarahmanifoundation@gmail.com پر مضمون کی ان پیج اور پی ڈی ایف دونوں فائلیں ارسال کرنا ضروری ہے۔(۳) مضمون کے پہلے صفحہ پر اپنا نام، تاریخ پیدائش اور مکمل پتہ مع فون نمبر ضرور لکھیں۔(۴) صاحب قلم کا کسی ادارے/ مدرسے یا اسکول وکالج سے وابستہ ہونا ضروری ہے،عمر ۳۵/ سال سے زائد نہ ہو۔(۵) رجسٹریشن فیس 100 روپئے ہے، مضمون جمع کرنے کی آخری تاریخ 30 ستمبر 2022 ہے۔

جناب نورالہدیٰ رامپور ارریہ کا انتقال

جناب نورالہدیٰ صاحب رامپور، رانی گنج ارریہ ۸/ستمبر ۲۰۲۲ء کو شب کے ۱۱/بجے اللہ کو پیارے ہو گئے، انہوں نے سو سال سے بھی زائد عمر پائی، مرحوم امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی مونگیر سے بہت ہی عقیدت مندانہ ومخلصانہ تعلق رکھتے تھے اور دونوں اداروں کے پیغام پر عمل کے لئے ہر وقت مستعد رہتے تھے، نہایت نیک اور صوم وصلوۃ کے پابند تھے، مہمان نوازی اور علماء کرام کا اکرام ان کا خاص وصف تھا، ان کے پسماندگان میں ۳/بیٹے اور ۸/بیٹیاں ہیں۔

جناب نورالہدیٰ صاحب کے وصال پر امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ، نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی اور قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی و نائب ناظم مفتی محمد سہراب ندوی صاحب و دیگر ذمہ داران وکارکنان نے گہرے صدمے کا اظہار کیا ہے، اور کہا کہ اللہ نے مرحوم کو اچھی عمر بھی اور دین کے کاموں کا بڑا موقع بھی دیا، ان کے انتقال سے امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی ایک بڑے مخلص وہمدرد سے محروم ہو گئی۔قارئین نقیب سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ مرحوم کو جنت کے اعلیٰ مقام میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ملکہ برطانیہ الزبتھ دوم کا انتقال؛ ایک عہد کا خاتمہ

برطانیہ کی تاریخ میں سب سے طویل عرصے تک حکمرانی کرنے والی ملکہ الزبتھ دوم 96 برس کی عمر میں 9 ستمبر 2022 جمعہ کے روز بیلمورل میں وفات پا گئی ہیں۔ انھوں نے 70 سال تک برطانیہ پر حکمرانی کی۔ جمعرات کو ان کی صحت کے حوالے سے تشویش ظاہر کیے جانے کے بعد ان کا خاندان سکاٹ لینڈ میں ان کی رہائش گاہ پر جمع ہوا تھا۔

الزبتھ 1952 میں ملکہ بنی تھیں اور اپنے دور میں انھوں نے بڑے پیمانے پر سماجی تبدیلی دیکھی۔ ان کی موت کے بعد ان کے سب سے بڑے بیٹے اور سابق پرنس آف ویلز چارلس برطانیہ (انگلینڈ، شمالی آئرلینڈ اسکاٹ لینڈ اور ویلس) کے نئے بادشاہ اور دولتِ مشترکہ میں شامل ممالک (انگویلا، برموڈا، برٹش انٹارکٹک ٹیریٹری، برٹش انڈین اوشین ٹیرٹری، برٹش ورجن آئی لینڈ، کیمن آئی لینڈ، فاک لینڈ آئی لینڈ، جبرالٹر، مونٹسیرات، پٹکلین، ہینڈرسن، ڈیوسی اینڈ اوئنو آئی لینڈ، سینٹ ہیلینا، ایسینشن اور ٹرسٹان دا کونہا، جنوبی جارجیا اور جنوبی سینڈوچ جزائر؛ اکروتیری اور ڈیکیلیا کے خود مختار علاقے؛ اور ترک اور کیکوس جزائر) کے سربراہ ہوں گے۔

ملکہ الزبتھ کے انتقال پر اپنے بیان میں شاہ چارلس نے کہا کہ ''میری محبوب والدہ ملکہ معظمہ کی موت میرے اور میرے تمام اہل خانہ کے لیے انتہائی شدید اداسی کا لمحہ ہے، ہم ایک محبوب حکمران اور بہت زیادہ پیار کرنے والی ماں کی وفات کا غم منا رہے ہیں، میں جانتا ہوں کہ ان کی موت کا نقصان پورے ملک اور دولتِ مشترکہ کے علاوہ دنیا میں لاتعداد لوگ محسوس کریں گے۔''

شاہ چارلس کا کہنا ہے کہ غم اور تبدیلی کے اس دور میں ان کے لیے اور ان کے خاندان کے لیے یہ بات باعثِ سکون ہے کہ ملکہ کو کس احترام اور پیار سے یاد کیا جا رہا ہے۔

اب تک ملکہ الزبتھ کے جنازے کی تاریخ کا اعلان نہیں کیا گیا ہے تاہم اس سلسلے میں سرکاری سطح پر تقریب دو ہفتے کے اندر متوقع ہے۔ بکنگھم پیلس نے اعلان کیا ہے کہ شاہی خاندان جمعہ سے جنازے کے سات دن بعد تک حالتِ سوگ میں رہے گا۔ ایک بیان میں بکنگھم پیلس کی جانب سے کہا گیا: ''ملکہ عالیہ کی وفات کے بعد بادشاہِ معظم کی خواہش ہے کہ اب سے لے کر ملکہ کے جنازے کے سات دن بعد تک شاہی سطح پر سوگ منایا جائے۔''

''شاہی سوگ'' شاہی خاندان، شاہی گھرانے کا عملہ، اور باقاعدہ ذمہ داریاں نبھانے والے شاہی گھرانے کے نمائندگان، اور تقریباتی فرائض انجام دینے والے سپاہی منائیں گے۔ برطانوی حکومت کی جانب سے بھی جمعہ کو ایک علیحدہ قومی سوگ کا اعلان کیا گیا ہے۔

برطانیہ کی وزیرِ اعظم لز ٹرس جنھیں منگل کو ملکہ الزبتھ نے اس عہدے پر تعینات کیا تھا، نے کہا ہے کہ ملکہ نے ہمیں وہ استحکام اور طاقت عطا کی جس کی ہمیں ضرورت تھی۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ چارلس اب شاہ چارلس سوم کے نام سے جانے جائیں گے۔ نئے بادشاہ کے بارے میں بات کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ ہم ان کو اپنی وفاداری اور خلوص کا یقین دلاتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے ان کی والدہ نے اتنے عرصے تک بہت کچھ وقف کیا۔ الزبتھ دوم کا زمانہ گزر جانے کے بعد ہم اپنے عظیم ملک کی شاندار تاریخ کے نئے دور میں داخل ہو رہے ہیں، جیسا کہ ملکہ چاہتی ہوں گی، ان الفاظ کے ساتھ کہ خدا بادشاہ کو محفوظ رکھے۔

آرچ بشپ کینٹبری جسٹن ویلبی، جو چرچ آف انگلینڈ کے روحانی سربراہ ہیں جس کی سپریم گورنر ملکہ تھیں، نے شدید غم کا اظہار کیا۔ انھوں نے کہا کہ ان کی دعائیں بادشاہ اور شاہی خاندان کے ساتھ ہیں۔

ملکہ الزبتھ دوم کے دورِ حکمرانی میں دوسری عالمی جنگ کے بعد کفایت شعاری کی مہم، برطانوی راج کی کامن ویلتھ میں تبدیلی، سرد جنگ کا خاتمہ اور برطانیہ کا یورپی یونین میں جانا اور نکلنا سب شامل ہیں۔ اس دوران برطانیہ میں 15 وزرائے اعظم آئے جن میں سب سے پہلے ونسٹن چرچل تھے جو 1874 میں پیدا ہوئے جبکہ برطانیہ کی موجودہ وزیر اعظم لز ٹرس، جنھیں رواں ہفتے ملکہ نے تعینات کیا، اس کے 101 سال بعد 1975 میں پیدا ہوئیں۔ اپنے دورِ حکمرانی کے دوران انھوں نے وزرائے اعظم کے ساتھ ہفتہ وار بات چیت کی۔

الزبتھ دوم کی وفات کے اعلان پر برطانوی وقت کے مطابق چھ بج کر 30 منٹ پر یونین جیک سرنگوں کر دیا گیا۔ لندن میں شہریوں کا ہجوم بکنگھم پیلس کی جانب سے ملکہ کی صحت کے بارے میں اطلاعات کا منتظر تھا اور ان کی موت کے اعلان پر لوگ آبدیدہ ہو گئے۔

ملکہ الزبتھ 21 اپریل 1926 کو لندن کے علاقے مے فیئر میں پیدا ہوئی تھیں اور ان کا پورا نام الزبتھ الیگزینڈرا میری ونڈزر رکھا گیا تھا۔ اس وقت بہت کم لوگ یہ پیشین گوئی کر سکتے تھے کہ وہ برطانیہ کی حکمراں بنیں گی۔

تاہم ستمبر 1936 میں جب ان کے تایا ایڈورڈ ہشتم نے تخت سے کنارہ کشی اختیار کر کے دو بار کی طلاق یافتہ امریکی شہری والس سمپسن سے شادی کی تو الزبتھ کے والد جارج ششم بادشاہ بن گئے اور 10 سال کی عمر میں الزبتھ تخت کی وارث بن گئیں۔

شاہی خاندان: تین برس بعد برطانیہ نازی جرمنی کے خلاف جنگ لڑ رہا تھا۔ الزبتھ اور ان کی چھوٹی بہن شہزادی مارگریٹ نے جنگ کے دوران اکثر وقت ونڈزر کاسل میں گزارا۔ ان کے والدین نے انھیں محفوظ پناہ کے لیے کینیڈا منتقل کرنے کے مشوروں کو مسترد کر دیا تھا۔ ملکہ الزبتھ نے 18 سال کی عمر میں پانچ ماہ ایگزیلری ٹیریٹوریل سروس کے ساتھ گزارے اور اس دوران انھوں نے موٹر مکینک کے کام کے علاوہ ڈرائیونگ کا ہنر سیکھا۔ بعد میں اسے یاد کرتے ہوئے انھوں نے کہا تھا کہ مجھے یہ سمجھ آنے لگا کہ دشمن کی موجودگی میں فخر کا احساس کیوں بڑھتا ہے۔

جنگ کے دوران انھوں نے اپنے دور کے رشتے دار اور یونان کے شہزادے فلپ سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا جو اس وقت رائل نیوی میں تعینات تھے۔ ان کا رومانوی تعلق مضبوط ہوتا چلا گیا اور 20 نومبر 1947 کو ویسٹ منسٹر ایبی میں دونوں کی شادی ہوئی، جہاں شہزادہ فلپ کو ڈیوک آف ایڈنبرا کا خطاب دیا گیا۔

بعد میں ملکہ الزبتھ نے ایک موقع پر فلپ سے 74 سال تک شادی کو اپنی مضبوطی اور استحکام کی وجہ قرار دیا۔ شہزادہ فلپ 2021 میں 99 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ ان کے پہلے بیٹے چارلس 1948 میں پیدا ہوئے اس کے بعد ان کی بیٹی شہزادی این 1950 میں، شہزادہ اینڈریو 1960 اور شہزادہ ایڈورڈ 1964 میں پیدا ہوئے۔ ان کے چار بچوں کے آٹھ بچے ہوئے اور اس طرح شاہی جوڑے کے آٹھ پوتے پوتیاں اور 12 پڑپوتے پڑپوتیاں ہیں۔

الزبتھ 1952 میں اس وقت اپنے علیل والد اور بادشاہ کی کینیا میں نمائندگی کر رہی تھیں جب شہزادہ فلپ نے یہ خبر دی کہ ان کے والد کی وفات ہو گئی ہے۔ وہ فوری طور پر نئی ملکہ کے طور پر لندن واپس آ گئیں۔ انھوں نے بعد ازاں اسے یاد کرتے ہوئے کہا تھا ''یہ سب ذمہ داری لینا اور بہترین انداز میں کام کرنا بہت اچانک تھا۔''

الزبتھ کی تاج پوشی دو جون 1953 کو 27 سال کی عمر میں ویسٹ منسٹر ایبے میں ہوئی تھی۔ اس تقریب کو اس وقت ریکارڈ دو کروڑ ٹی وی شائقین نے دیکھا تھا۔ بعد کی دہائیوں میں بہت سے تبدیلیاں دیکھی گئیں جن میں سمندر پار برطانوی راج کا خاتمہ اور 60 کی دہائی میں سماجی تبدیلیوں کا رونما ہونا شامل ہے۔

الزبتھ نے اس دوران بادشاہت کی اصلاح کی، شاہی دوروں اور عوامی تقریبات میں حاضری کے ذریعے عوام کے ساتھ مشغول رہیں۔ دولت مشترکہ سے ان کی وابستگی مستقل تھی، انھوں نے کم از کم ایک بار دولت مشترکہ کے ہر ملک کا دورہ کیا۔ لیکن ان کی عوامی اور ذاتی زندگی کے کچھ تکلیف دہ دور بھی تھے۔ 1992 ان کے لیے تکلیف اور بدقسمتی کا سال ثابت ہوا کیونکہ ان کی پسندیدہ نجی رہائشگاہ اور ورکنگ پیلس ونڈسر کاسل میں آگ لگ گئی تھی۔ اسی برس ان کے تین بچوں کی شادیاں بھی ٹوٹی تھیں۔ 1997 میں پیرس میں ایک کار حادثے میں ویلز کی شہزادی ڈیانا کی موت کے بعد ملکہ کو عوامی طور پر جواب دینے سے گریزاں دکھائی دینے پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔

21 سالہ شہزادی الزبتھ نے اپنی زندگی عوامی خدمت کے لیے وقف کرنے کا عزم کیا تھا۔ ان الفاظ کی دہائیوں بعد عکاسی کرتے ہوئے 1977 میں اپنی سلور جوبلی کے دوران انھوں نے اعلان کیا ''اگرچہ وہ عزم میری کم سنی کے دور میں کیا گیا تھا جب میں ٹھوس فیصلے نہیں کرتی تھی لیکن مجھے اس کے کسی ایک لفظ پر نہ کوئی پچھتاوا ہے نہ ہی میں اس سے پیچھے ہٹی ہوں۔'' عوامی خدمت کے اسی عزم کو ایک مرتبہ پھر 45 برس بعد رواں برس جون میں ان کے دور کی پلاٹینم جوبلی کے موقع پر عوام کے نام ایک شکریے کے خط میں دہرایا گیا تھا۔ ان کی پلاٹینم جوبلی کے جشن کو نہ صرف متعدد سرکاری تقریبات کے ذریعے منایا گیا بلکہ عوام نے سڑکوں پر برطانوی انداز میں رنگارنگ پارٹیز کا بھی انعقاد کیا۔

اگرچہ ملکہ کی صحت نے انھیں بہت سی تقریبات سے دور رکھا مگر ان کا کہنا تھا ''میرا دل عوام کے ساتھ ہے۔'' وہ اپنے خاندان کی تین نسلوں کے ہمراہ بکنگھم پیلس کی بالکونی میں ایک پریڈ کے اختتام پر آئیں تھیں۔

شاہی خاندان اس وقت حالت سوگ میں ہے۔ تمام سرکاری مصروفیات ترک کر دی گئی ہیں، برطانوی پرچم شاہی رہائشگاہوں، حکومتی عمارات، برطانوی فوج اور سمندر پار برطانوی سفارتخانوں پر سرنگوں رہے گا۔

عالمی رہنماؤں نے ملکہ کی موت پر انھیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ امریکی صدر جو بائیڈن نے انھیں یاد کرتے ہوئے کہا کہ کس طرح وہ گیارہ ستمبر کے دہشت گرد حملوں کے بعد امریکہ کے ''تاریک ترین دنوں'' میں امریکہ کے ساتھ یکجہتی کے لیے کھڑی تھیں۔ فرانس کے صدر ایمانوئل میکخواں کا کہنا تھا کہ ''وہ نرم دل ملکہ اور فرانس کی دوست تھیں۔'' کینیڈا کے وزیر اعظم جسٹن ٹروڈو کا کہنا تھا کہ ملکہ کینیڈین عوام کی زندگیوں میں ہمیشہ رہیں گی اور وہ دنیا میں ان کی پسندیدہ شخصیات میں سے ایک ہیں۔'' چین کے صدر شی جن پنگ نے کہا کہ ان کی وفات برطانوی عوام کے لیے بڑا نقصان ہے۔ انڈیا کے وزیر اعظم نریندر مودی نے اپنے دو دورۂ برطانیہ کے دوران ملکہ سے اپنی یادگار ملاقاتوں کو یاد کیا اور کہا کہ ''میں ان کی گرمجوشی اور نرم دلی کو نہیں بھول سکتا۔'' یوکرین کے صدر ولودومیر زیلنسکی نے ٹوئٹر پر اپنے پیغام میں کہا کہ اس ناقابلِ تلافی نقصان کے بارے میں جان کر انھیں بہت افسوس ہوا ہے جبکہ روسی صدر ولادیمیر پوتن نے شاہ چارلس سوم سے افسوس کا اظہار کیا ہے۔

بیلجیئم کے شہر برسلز میں یورپی کمیشن سمیت دنیا بھر میں پرچموں کو نیم سرنگوں کر دیا گیا ہے۔ یورپی یونین کمیشن کی صدر ارسولا وان ڈیر لین کا کہنا تھا کہ 'ملکہ کی ہمدردی اور ہر گزرنے والی نسل کے ساتھ جڑنے کی صلاحیت، اس روایت میں جڑے رہتے ہوئے جو ان کے لیے واقعی اہمیت رکھتی ہے، حقیقی قیادت کی ایک مثال تھی۔ نیدرلینڈز کے بادشاہ ولیم الیگزینڈر، جو ملکہ الزبتھ کے پانچویں کزن ہیں نے کہا کہ انھوں نے اور ملکہ میکسیما نے ''ثابت قدم اور عقلمند ملکہ'' کو گہرے احترام اور بڑے پیار کے ساتھ یاد کیا۔

ڈنمارک کی ملکہ مارگریتھے دوم جو اب دنیا کی واحد ملکہ رہ گئی ہیں، نے بھی شاہ چارلس کو اپنے خط میں تعزیت کی۔ اُنھوں نے لکھا: ''ملکہ یورپی بادشاہوں اور ملکاؤں میں ایک بلند پایہ شخصیت تھیں اور ہم سب کے لیے ایک زبردست مثال تھیں۔'' اردن کے شاہ عبداللہ دوم نے کہا کہ ان کا ملک ایک مشہور رہنما کی وفات پر سوگوار ہے۔ ملکہ نے 1984 میں اردن کا دورہ کیا تھا۔

ملکہ الزبتھ دوم کا طویل دور حکمرانی اپنے فرض کی ادائیگی کے مضبوط احساس اور اپنی زندگی کو اپنے تخت اور اپنے لوگوں کے لیے وقف کرنے کے عزم سے یاد کیا جاتا ہے۔ بہت سے لوگوں کے لیے وہ تیزی سے تبدیل ہوتی دنیا میں استحکام کی نشانی تھیں کیونکہ دنیا میں برطانوی اثر و رسوخ میں کمی آئی، معاشرے میں تیزی سے تبدیلی آئی اور بادشاہت کے کردار پر بھی سوالات اٹھائے گئے۔ **(بی بی سی لندن)**

اسلام کا عقیدہ توحید

ڈاکٹر نصیر احمد

اسلام دین فطرت ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام ایک ایسا نظامِ زندگی ہے جس میں انسان انفرادی اوراجتماعی طور سے اس طرح زندگی گزارسکتا ہے جس طرح وہ فطرتاً گزارنا چاہتا ہے اورانسان فطرتاً حسین زندگی گزارنے کی آرزو رکھتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جمالیاتی حس ودیعت کی ہے۔ اسلام کا اصل الاصول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کا خالق، اِلٰہ اوررب ہے لیکن اس نے انسان کو حسی وقلبی قوتیں ودیعت کی ہیں، جو اس کی مابہ الامتیاز خصوصیت اوروجۂ شرف ہے۔ان وہبی قوتوں میں ارادہ واختیار کی قوتیں بھی شامل ہیں جن کی بنا پر وہ قدرت کے قانونِ مکافاتِ عمل کا مکلّف وپابند ہوگیا ہے۔

اللہ تعالیٰ جورحیم وکریم ہے، اس نے انسان کو مادی ربوبیت کی طرح معنوی ربوبیت کا بھی اہتمام کیا۔اورنبوت و رسالت اوروحی وتنزیل کے سلسلے کا آغاز کیا۔انسان چونکہ قدرت کے قانونِ مکافاتِ عمل کا مکلّف وپابند ہے، اس لئے یہ دنیا اس کے لئے دارالامتحان اورآخرت دارالجزاء ہے۔دارالآخرت ایک ایسا جہان ہے جس میں صرف زندگی ہے موت نہیں ہے، اس کے دو حصے ہیں۔ایک کوحسن المآب، یاجنت کہتے ہیں جس میں اہلِ حسن وسرور ہمیشہ حسین ومسرور زندگی گزاریں گے۔ دوسرے حصے کے لئے شرالمآب یاجہنم کی تعبیریں اختیار کی گئی ہیں، جن میں مجرم واشرار آتشِ خوف وحزن میں جلتے رہیں گے۔

انسان ایک زندہ متحرک، باشعوراورصاحبِ ارادہ واختیار مخلوق ہے، اس لئے اسلام بھی ایک بھرپورتحریک ہے اورانسان کی مادی وروحانی یادنیوی وآخروی زندگی کومحیط ہے۔اس تحریک کا ایک سلوگن یانعرہ ہے جواس کے مقصد کا مظہر ہے اور وہ ہے لاالٰہ الا اللہ، یعنی کوئی اِلٰہ (معبود ومحبوب اور مطلوب ومقصود) نہیں مگر اللہ، حیاتِ انسانی کے نشو وارتقاء کے ساتھ چونکہ اس کی احتیاجات وضروریات میں بوقلمونی وکثرت کا سلسلہ شروع ہوا اورمعاشرتی مسائل پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے ذریعے وحی کی روشنی میں معاشرتی تنظیم قائم کی، جسے حکومت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔دین نے حکومت کے تین بنیادی فرائض مقرر کئے۔یعنی نظامِ صلوٰۃ، نظامِ زکوٰۃ اور نظامِ اخلاق کا قیام، جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت قرآن سے ثابت ہے:۔

یہ وہ (صالح) لوگ ہیں اگرہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو صلوٰۃ قائم کریں اورزکوٰۃ دیں اورنیک کاموں کوحکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اورسب کاموں کوحکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اورسب کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔(الحج ۲۲:۴۱)

معاشرے کا یہ اولین وظیفہ ہے کہ وہ انسان اوراللہ تعالیٰ کے رشتے کواستوار کرنے کا معقول بندوبست کرے تاکہ انسان حقوق اللہ ادا کرسکے۔انسان اورانسان کے رشتۂ اخوت کواتفاق اورعدل وانصاف کے ذریعے قائم رکھنے کے منصوبہ کا اہتمام کرے تاکہ وہ حقوق العباد ادا کرسکیں۔ افراد ومعاشرے کو ہرقسم کی اخلاقی بیماریوں اور مفاسد سے بچانے کا مناسب انتظام کرے تاکہ انسان حقوق اللہ اورحقوق العباد کواحسن طریق سے ادا کرسکے انسان اوراللہ کے رشتے کی نوعیت مخلوق وخالق، عبد ومعبود کی ہے۔ بالفاظ دیگر انسان فطرتاً عبد اور معروضی وموضوعی لحاظ سے مربوب ہے اور عبدیت کا خاصہ عبادت ہے۔عبادت کا مطلب ہے زبان سے معبود کی حمد وثنا کرنا، اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا اوراس کے احکام کی برضا ورغبت تعمیل کرنا، انسان بلاشبہ اس حقیقت کا شعور رکھتا ہے کہ فقط اللہ تعالیٰ ہی اس کا اِلٰہ ہے لیکن ابلیس اورنفسِ امارہ کے جمالیاتی فریب میں آکرموضوعی ومعروضی اِلٰہ بنالیتا ہے، مثلاً نفسانی خواہشات میں مبتلا ہوجانا، اس بارے میں شخصی آزادی، احترامِ انسانی، وسائل وتقسیم پیداوار اور دفاعِ ملک وقوم کے مسائل بنیادی حیثیت رکھتے ہیں جنہیں اسلامی، فطری یا منصفانہ اصولوں کے مطابق حل کرنا اہم ترین ذمہ داریوں میں سے ہے۔تاریخ بتاتی ہے کہ پیداوار کی تقسیم میں ناانصافی سے معاشرے میں ظلم واستحصال اورفساد کا آغاز ہوا اوردنیا میں زمیندارانہ، جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظاموں کی بنیاد پڑی۔سودکاری اورمحکومی وغلامی کا رواج ہوا۔ان نظاموں میں نہ صرف حقوق العباد بلکہ حقوق اللہ بھی غصب و پامال ہوگئے۔ دولت وقوت کے بل پر سرداریت، بادشاہت کا آغاز ہوا جس نے آمریت و فرعونیت کی شکل اختیار کرلی۔فرعونیت کے دو اجزائے لاینفک ہیں۔ ہامانیت اورقارونیت فرعونیت علامت ہے دعوائے الوہیت وربوبیت کی اسلام اسے دعوائے خدائی سے تعبیر کرتا ہے اوروہ اس قسم کی طاغوتی واستحصالی قوتوں اورنظاموں کے خلاف انقلابی تحریک ہے۔چنانچہ قرآن حکیم شاہد ہے ہادیٔ برحق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہر نبی کی تحریک دین نعرہ لاالہ الا اللہ تھا۔(دیکھئے الاعراف ۷۔۳۷۔۵۷۔۱۵۸ بمواضع کثیرہ)

کتب حدیث وسیرت سے ثابت ہے کہ اہلِ مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کواس شرط پرحسبِ دل خواہ مال ودولت دینے اوراپنا سردار وحکمران بنانے کی پیش کش کی تھی کہ آپ تحریکِ اسلام یا مسلک توحید (لاالہ الا اللہ) سے دستبردار ہوجائیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشکش ٹھکرادی۔(ابن ہشام: سیرۃ النبی کامل ۱:۲۸۴) یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قریش جوسرداری وحکومت کے لئے جان ومال تک قربان کردینے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔انہوں نے یہ سب کچھ دنیا تو گوارا کرلیا لیکن لاالہ الا اللہ پرایمان لانا منظور نہ کیا۔اس کا جواب یہ ہے کہ استحکالی قوتوں مثلاً فرعون، ہامان اور قارون سے پاک ومنزہ معاشرے کا تصوراہلِ عرب کے لئے سوہانِ روح تھا۔ان کے شرک پسند وبت پرست دل ایک اِلٰہ کے تصور سے کانپ اٹھتے تھے۔اسلام کے بتائے ہوئے حقوق اللہ وحقوق العباد کوتسلیم کرنے کا مطلب ان کے لئے ایک کلی ثقافتی یادینی انقلاب تھا، جسے قبول کرنے کے لئے وہ کسی قیمت پر تیار نہ تھے۔ چنانچہ جب بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقع پرانصار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریک اسلام میں شامل ہونے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے لگے تو بنی سالم کے عباس بن عبادہ بن نضلۃ الانصاریؓ نے کھڑے ہوکر کہا:۔"اے گروہ خزرج! تم کس بات پر بیعت کررہے ہو حضرت عباسؓ نے کہا: تم لوگ اس بات پر بیعت کررہے ہو کہ کالے گورے سب کے خلاف جنگ کروگے اگر یہ خیال ہو کہ تمہارا مال برباد ہوجائے گا اورتم میں سے بلندرتبہ لوگ قتل ہوجائیں گے اورتم اس کی امداد چھوڑ دو کیونکہ واللہ اگرتم نے ایسا کیا تو یہ دنیا اورآخرت کی رسوائی ہے۔اگرتمہیں یقین ہو کہ جس طرح تمہیں دعوت دی جارہی ہے اسے تم اپنے مال کی بربادی اورذی مرتبت لوگوں کے قتل ہونے کے باوجود پورا کرسکو گے تو اس معاملے کو ہاتھ میں لو۔واللہ! یہ دنیا وآخرت کی بھلائی ہے۔"(ابن ہشام: سیرۃ النبی کامل، ۱:۴۵۹) علامہ شبلی کی سیرۃ النبی (۱:۲۶۶) میں ہے کہ بیعت کے موقع پرحضرت اسعد بن زراۃ نے کھڑے ہوکر کہا تھا: بھائیو! یہ بھی خبر ہے کہ کس چیز پر بیعت کررہے ہو؟ یہ عرب وعجم اورجن وانس سے اعلان جنگ ہے۔" سب نے کہا: ہاں! ہم اسی پر بیعت کررہے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ لاالٰہ الا اللہ دنیا کی تمام طاغوتی قوتوں اوراستحصالی معاشرہ کے لئے ایک چیلنج اوردعوتِ انقلاب ہے یہ شرک وبت پرستی۔فرعونیت وہامانیت اورقارونیت، نیز اپنے نفس امارہ کے خلاف اعلان جنگ ہے اوریہ اس نعرۂ توحید کے پہلے جز (یعنی لا کا مطلب ہے اوراس کے دوسرے جز یعنی اِلا کا مطلب ہے۔صرف ایک اورتنہا اللہ تعالیٰ کو جملہ بنی نوع انسان کا اِلٰہ سمجھنا اورفقط اسی کے احکام وتعلیمات پرعمل کرنا ہے۔اسلام کا یہ عقیدۂ توحید نہ صرف طاغوتی واستحصالی قوتوں سے منزہ معاشرے کی، بلکہ انسان کی آزادی واحترام، اخوت ومساوات، پیداوار کی منصفانہ تقسیم اور دولت کی متوازن گردش کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔اس اعتبار سے اسلام کا یہ عقیدۂ توحید ایک بین الاقوامی معاشرے کی اساس مہیا کرتا ہے۔علاوہ ازیں توحید چونکہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کومقتدرِ اعلیٰ یا حاکمِ مطلق تسلیم کرتی ہے، لہٰذا وہ کسی شخص، جماعت یا قوم کو نہ تو حاکمِ مطلق تسلیم کرتی ہے اور نہ کسی کو احکامِ الٰہی کے سوا اپنی مرضی کے احکام وآئین نافذ کرنے کی اجازت ہی دیتی ہے اس کی رو سے تمام بنی نوع انسان کی اصل ایک ہے، لہٰذا وہ حسب ونسب، رنگ ونسل یا زبان وقوم کے لحاظ سے برابر ہیں اورکسی کو دوسروں پر فوقیت حاصل نہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کے عیال ہیں اوران سب کا رب ایک ہے وہ سب واجب التکریم اور بھائی بھائی ہیں، لہٰذا یہ عقیدۂ توحید اقوامِ عالم کو ایک عالمی برادری میں متحد ومنسلک کرنے کی قابلیت رکھتا ہے اس بنا پر اسلام کو مستقبل کے انسان کا دین سمجھنا مستبعد نہ ہوگا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل آیات قرآنی میں یہی اصل مضمر ہے: اللہ تعالیٰ تو ہی ہے جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت (قرآن مجید) اوردین حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کرے، اگرچہ مشرکوں کو یہ بات ناگوار ہی گذرے۔(التوبہ ۹:۳۳)

دعا

اشتیاق حیدر قاسمی سمستی پوری خادم امارتِ شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

(اس دعا کی خصوصیت یہ کہ اس کے تمام مصرعوں کے پہلے حروف کو بالترتیب جوڑا جائے تو "امارتِ شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ" ابھر کرسامنے آتا ہے)

الٰہی علم و حکمت سے ہمیں بھی آشنا کر دے
متاعِ نورِ حق سے دل میں روشن اک دیا کردے
اساسِ دینِ احمد کے رہیں ہم پاسباں یا رب
رسولِ پاک کی الفت میں ہم کو مبتلا کر دے
ترے بندے ہیں ہم اتنا ہی کافی ہے خداوندا
شیاطیں کی غلامی سے ہمیں مولیٰ رہا کر دے
رضا تیری ہو جن کاموں میں ان میں ہی لگا ہم کو
عریضہ ہے کہ ہم کو اپنے در کا تو گدا کر دے
یہ ارماں ہے کہ ماہر ہوں علومِ دین و دنیا میں
ہمالے کی بلندی پر ہمارا حوصلہ کردے
برائی کی نحوست سے ہمیں تو پاک کر مولیٰ
ہمیں اپنے کرم سے یاخدا تو پارسا کر دے
اطاعت ہم کریں تیری رہیں جب تک جہاں میں ہم
رہِ سنت پہ لا کر راہِ بدعت سے جدا کر دے
اعانت ہم کریں مجبور انسانوں کی ہر لمحہ
ڈٹے ہر دم رہیں ایماں پہ کچھ ایسا خدا کر دے
یقیں محکم، عمل پیہم کی دولت ہو ہمیں حاصل
شگفتہ دل محبت فاتح عالم عطا کر دے
ہماری ذات سے ہو نام اونچا قوم وملت کا
وطن کا مرتبہ ہم سے جہاں میں رونما کر دے
جہالت کے اندھیروں سے ہمیں اب جنگ لڑنا ہے
ہمارے قلب میں تعلیم کا طوفاں بپا کر دے
اخوت اور محبت کے چراغوں کو جلائیں ہم
رہیں ہم ساتھ مل جل کر کوئی ایسی دوا کر دے
کبھی استاد کی بے حرمتی ہرگز نہ ہم سے ہو
ہمیں ان مخلصوں کی جاں فشانی پر فدا کر دے
نزولِ آفت و آلام سے ہم کو سلامت رکھ
ڈبو کر اپنی رحمت میں تو حیدر پر ردا کر دے

احساسات و جذبات کے نئے زاویے

مسرت زمانی

ہماری زندگی میں ہمارے احساسات اور جذبات بہت اہم فریضہ انجام دیتے ہیں۔ اگر ہم تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ دنیا کے بڑے بڑے کارنامے کسی نہ کسی اہم جذبے کے تحت وجود میں آئے تھے۔ اسی طرح بڑی بڑی جنگیں، تباہیاں اور خون ریزیاں بھی کچھ جذبات کی بدولت ہی پیش آئیں۔ محبت، ہمدردی، رحم وغیرہ کے جذبات کے ذریعہ ہمارے کردار کے اعلیٰ ترین کارنامے سرزد ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس غصہ، نفرت، حسد وغیرہ کے جذبات نے انسان سے سیاہ ترین اور وحشیانہ کام کرائے ہیں جو انسانیت کے نام پر ایک داغ ہیں۔

ہمارے جذبات ہمارے کردار پر ہی اثر نہیں ڈالتے بلکہ ہمارے غور و فکر (Thinking) کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ ہمارا مشاہدہ (Observation) اور ادراک (Perception) بھی جذبات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اب یہ ایک عام حقیقت تسلیم کی جا چکی ہے کہ ہم اپنے گرد و پیش اور ماحول کو اپنے اندرونی، ذہنی اور جذباتی تجربات کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ پیاسے کو چمکتی ہوئی ریت پر پانی کا دھوکا ہوتا ہے۔ شدید غم کی حالت میں در و دیوار اور ہر چیز اداس نظر آتی ہے۔ احساس (Feeling) کے اندر تین اہم خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ ہر احساس، چاہے وہ غصہ ہو یا غم یا کچھ اور، اس میں خوشگواری یا ناگواری پائی جائے گی۔ اگر ہم خوش گواری سے لے کر ناگواری کی انتہائی حدوں کے درمیان ایک سلسلہ مان لیں تو ہر احساس کو اس سلسلے کے کسی نقطے پر جگہ دی جا سکتی ہے۔ تمام احساس میں یا تو ہیجانی کیفیت پیدا ہوگی یا بے حس اور بے عملی کا رجحان، مثال کے طور پر خوشی اور غصہ سے ہیجانی کیفیت ہوتی ہے اور غم میں بے حسی اور بے عملی کی۔ اسی طرح کچھ احساسات کشیدگی یا تناؤ پیدا کرتے ہیں اور کچھ سکون اور آرام دیتے ہیں۔ جیسے پریشانی اور فکر سے اعصاب میں کھچاؤ پیدا ہوتا ہے اس کے برخلاف غم میں کھچاؤ نہیں ہوتا کیونکہ پیدا کرنے والا واقعہ پیش آ چکا ہوتا ہے۔ ہمارے ماحول میں کچھ ایسے لوگ اور چیزیں ہیں جن کی موجودگی سے خوشگوار احساسات پیدا ہوتے ہیں اور کچھ ایسی بھی ہیں جو ناگواری کا احساس پیدا کرتی ہیں۔

انسانی زندگی کی بقا کے لئے احساسات اور جذبات کی بڑی اہمیت ہے۔ ہماری بنیادی جسمانی ضروریات کا پورا ہونا زندگی قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ ان کے پورا کرنے کی جد و جہد اور کوشش دراصل خوشگوار یا ناگوار احساس کے سبب ہی عمل میں آتی ہے۔ کسی بنیادی ضرورت کے پورا نہ ہونے سے ناگواری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس ناگوار احساس سے بچنے کے لئے انسان ضرورت کی تسکین کی جد و جہد کرتا ہے۔ جب وہ ضرورت تسکین پا جاتی ہے تو اسے خوشگوار احساس ہوتا ہے جس کی وجہ سے آئندہ وہی عمل دہرانے کا شوق اور تحریک پیدا ہوتی ہے۔

احساسات اور جذبات میں بڑی یگانگت اور یکسانیت پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اوقات یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کے بدل کے طور پر بھی استعمال کر لئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر غصہ کو ایک احساس بھی کہا جا سکتا ہے اور ایک جذبہ بھی۔ یا غم کو ہی لے لیجئے۔ غم کا احساس ہونا کبھی بھی غم کے جذبے کی موجودگی کے اظہار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ احساس اور جذبہ (Emotion) میں کوئی فرق ہی نہیں ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دونوں اصطلاحوں کو علیٰحدہ علیٰحدہ استعمال کرنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی۔

احساسات اور جذبات میں سب سے اہم فرق ''شدت'' کا ہے۔ غم کا احساس جب شدید ہو جائے گا تو وہ غصے کا جذبہ کہلائے گا۔ جذبے اور احساس میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ احساس نسبتاً سادہ ہوتا ہے اور جذبات میں اکثر اوقات کئی احساسات یا جذبات شامل ہو سکتے ہیں۔ جو باتیں احساسات کے لئے کہی گئی ہیں ان میں سے جذبات کے بارے میں بھی صحیح ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں ایک ہی قسم اور نوعیت سے تعلق رکھتی ہیں۔

جذبہ ایک طاقت ور اور شدید احساس ہے۔ کیوں کہ شدید جذباتی حالت میں انسان کے اندر کئی طرح کی ظاہری اور اندرونی تبدیلیاں اور مجموعی ہیجانی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جذبہ کسی فرد میں پورے جسمانی نظام کی ہیجانی کیفیت کا نام ہے۔ جب کوئی فرد شدید جذباتی حالت میں ہوتا ہے تو اس کے اعضاء کے اندرونی افعال میں نمایاں تبدیلیاں آ جاتی ہیں۔ ظاہری طور پر بھی کئی طرح سے جذباتی اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔ مثلاً چہرہ سرخ ہو جانا، مٹھیاں بھینچ لینا، جسم کا تھرتھرانا، چیخنا وغیرہ وغیرہ۔

جذبات کے مطالعے میں ہمارے سامنے کئی دشوار مسائل آتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ، جذبہ، ایک ایسا پیچیدہ عمل ہے جس میں بہت سے نفسیاتی پہلو شامل ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی جذبے کے ابھرنے کا تعلق انسان کے مشاہدے، تجربات اور گزشتہ اکتساب اور یادوں سے ہوتا ہے۔ کسی جذبے کو سمجھنے کے لئے اس مجموعی نفسیاتی پس منظر کو سمجھنا ضروری ہے جس کا اس جذبے سے تعلق ہے۔ دوسری دشواری یہ ہے کہ جذبات کی قسموں یا مختلف جذبات کی مکمل فہرست کے بارے میں ابھی تک کوئی ایسا قابل قبول اور مناسب مواد نہیں ہے جس پر تمام ماہرین متفق الرائے ہوں۔

کچھ ماہرین کے نزدیک جذبات صرف تین نوعیت کے ہوتے ہیں: (۱) غصہ (۲) خوف (۳) محبت۔ ولیم جیمس تمام جذبات کو دو قسموں میں تقسیم کرتا ہے۔ اعلیٰ اور ادنیٰ۔ اسٹاؤٹ نے بھی جذبات کی دو قسمیں بیان کی ہیں: (۱) ابتدائی جذبات (۲) ماخوذ جذبات (Derived Emotion) اسٹاؤٹ کی جذبات کی دوسری قسم کو میکڈوگل نے مخلوط جذبات کی حیثیت سے بیان کیا ہے۔

جہاں تک جذبات کی مکمل فہرست کا سوال ہے یہ تقریباً غیر ممکن ہے کیوں کہ جذبات کے مختلف رنگ اور نوعیتیں ہیں کہ ان سب کو نام دینا اور پھر ان ناموں کو یکجا کرنا ممکن نہیں۔ اگر صرف خاص خاص اور اہم جذبات کی ہی فہرست بنائی جائے تو بھی خاصی طویل ثابت ہوگی۔ بہرحال، اس سلسلے میں میکڈوگل کی بنائی ہوئی فہرست کافی مشہور ہے۔ وہ چودہ خاص جذبات کی فہرست پیش کرتا ہے۔ میڈوگل کے مطابق انسان کی مختلف بنیادی جسمانی ضرورتوں اور جبلتوں (Instincts) کے ساتھ مختلف جذبات وابستہ ہیں۔ مثلاً خطرہ سے بچنے کی جبلت سے جذبۂ خوف کا تعلق ہے۔ جنگجوئی کی جبلت سے غصہ کا، ممتا کی جبلت کا محبت سے، جنسی ضرورت سے جذبۂ مواصلت کا وغیرہ۔ لیکن یہ فہرست بھی کئی وجوہ کی بنا پر مناسب نہیں مانی گئی ہے۔ سب سے بڑا اعتراض جو اس پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جبلتوں (Instincts) کو میکڈوگل نے خصوصی اہمیت دی ہے۔ جب کہ جدید ماہرین نفسیات ان کے وجود سے ہی انکار کرتے ہیں۔ دوسرے اس فہرست میں کئی مرکب جذبات کو یا محض رجحان کو بھی جذبہ قرار دے دیا گیا ہے۔

پروفیسر میکڈوگل اور اس کے پیرو دوسرے ماہرین نفسیات نے جذبات اور جبلت کو ایک سکے کے دو رخوں کی طرح یکساں نوعیت کا مانا ہے۔ جبلت سے وہ تمام فطری صلاحیتیں مراد لی جاتی ہیں جو کسی جاندار میں فطری طور پر پیدائش سے ہی موجود ہوتی ہیں اور جو زندگی کی بقا کے لئے ضروری ہیں۔ بچے کے اندر ماں کا دودھ چوسنے کا فطری رجحان موجود ہے۔ اس کے لئے سکھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی طرح تکلیف، سردی، گرمی وغیرہ کے نتیجے میں یا جسمانی ضرورتوں جیسے بھوک پیاس وغیرہ پر بچہ روتا ہے۔ یہ افعال فطری طور پر سرزد ہوتے ہیں اس لئے ان کو جبلت کہا جاتا ہے۔

جس طرح بنیادی جسمانی ضرورتوں اور انسانی زندگی کی بقا سے جبلتوں کا یہ تعلق ہے کہ وہ ضرورتوں کی تسکین اور زندگی کی حفاظت میں مددگار ہوتی ہیں اسی طرح جذبات بھی اس میں معاون ہوتے ہیں۔ جسمانی ضرورت پیدا ہونے سے ناخوش گوار احساس وابستہ ہے اور اس کی تسکین سے خوشگوار۔ ناخوش گواری سے بچنے کی خواہش ضرورت کو تسکین دینے کی تحریک پیدا کرتی ہے۔ تسکین سے پیدا ہونے والا خوشگوار احساس مزید عمل دہرانے کا سبب بنتا ہے۔ اس کے علاوہ غصہ اور خوف وغیرہ کے جذبات ہمیں دشمن سے لڑ کر یا خطرے سے بھاگ کر بچاؤ اور حفاظت کے لئے قوت مہیا کرتے ہیں۔ اسی تعلق کی وجہ سے کچھ ماہرین نفسیات نے جذبات کو بھی جبلت مان لیا۔ یہی وجہ ہے کہ میکڈوگل نے جبلت سے متعلق ایک جذبہ کا ہونا تسلیم کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان کے جذبات بڑی حد تک ماحول اور تجربات سے متعین ہوتے ہیں نہ کہ فطری جبلتوں سے۔ تجربات سے پتہ چلتا ہے کہ بنیادی جذبات جیسے غصہ، خوف اور محبت بھی ماحول کے اثرات پر منحصر ہیں۔ سانپ سے یا اندھیرے سے ڈرنا بھی بچہ سیکھتا ہے۔ محبت اور غصے کے اظہار کے طریقے اور ان کا ماحول سے تعلق بھی بڑی حد تک سماجی اکتساب اور تجربات پر ہے۔ ہاں البتہ چند فطری جذبات بچے میں ابتدا سے ہی دیکھے جا سکتے ہیں مثلاً شدید اور اچانک شور سے یا یک بیک جھٹکا لگنے سے خوف کا پیدا ہونا بچے کی فطری حرکات میں رکاوٹ پڑنے سے غصہ پیدا ہونا اور ضرورت کی تسکین سے خوشگوار احساس پیدا ہونا۔

اگرچہ مختلف قسم کے جذبات کی الگ الگ طرح کی خاصیتیں ہیں اور ان کے نتیجے میں مختلف قسم کے کردار یا طرز عمل پیش آتے ہیں، لیکن پھر بھی کچھ ایسی خصوصیات ہیں جو سب جذبات میں شامل ہیں۔

کسی بنیادی ضرورت کے پورا ہونے میں رکاوٹ پیش آ جائے یا کوئی بنیادی ضرورت تسکین پا جائے دونوں ہی حالتوں میں جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ضرورت پوری ہو جانے سے خوشی کا جذبہ، خطرہ سے خوف اور رکاوٹ سے غصے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ بنیادی ضرورتوں کی تسکین میں بھی جذبات کا بڑا اہم حصہ ہے۔ جذبات ہمیں بنیادی ضرورتوں کی تسکین کی دعوت بھی دیتے ہیں۔ جذبات کا ایک بہت اہم کام یہ ہے کہ وہ کسی بھی ضرورت یا مقصد کے عمل کرنے کے لئے ''زائد قوت'' مہیا کرتے ہیں جس کی بدولت مقصد کو زیادہ بہتر طریقے سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر دشمن سے لڑنے یا خطرے سے بچنے کے لئے جذبات زیادہ سے زیادہ قوت دیتے ہیں، تا کہ خطرہ کا موثر طریقے سے مقابلہ کیا جا سکے۔ اس طرح جذبات حیاتی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں اور مختلف بنیادی داعیات کا موجب بنتے ہیں۔

جذبات اور استدلال دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ شدید جذباتی حالت میں انسان کی سوچنے سمجھنے اور دلائل سے کام لینے کی صلاحیت کم سے کم ہوتی ہے۔ اسی طرح جب انسان استدلال سے کام لیتا ہے تو جذبات کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ ایک حالت دوسری حالت پر غالب آنے کی کوشش کرتی ہے، لیکن فرد کا مرکزی عصبی نظام توازن قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے البتہ جب یہ توازن بگڑ جاتا ہے تو جذبہ غالب آ جاتا ہے اور مرکزی عصبی نظام کے بجائے خودکار عصبی نظام حاوی ہو جاتا ہے۔ اس طرح استدلال پر جذبہ غالب آ جاتا ہے۔

جذبات کا اظہار جسم کی ظاہری علامات اور اندرونی اعضاء اور نظام میں تبدیلیوں سے ہوتا ہے۔ ان تبدیلیوں کو ہم مختصراً انداز میں پیش کر سکتے ہیں۔

ہر جذبے کا کسی نہ کسی شکل میں ظاہری جسمانی علامتوں سے تعلق پایا جاتا ہے۔ مثلاً غصے کی حالت میں انسان کی مٹھیاں بھنچ جاتی ہیں، چہرہ سرخ ہو جاتا ہے، دانت کچکچاتا ہے۔ خوف میں چہرہ زرد پڑ جاتا ہے۔ انسان خطرے سے دور بھاگتا ہے۔ ڈری ہوئی آوازیں نکالتا ہے۔ غم میں سر جھک جاتا ہے۔ آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ خوشی میں آدمی قہقہے لگاتا ہے، ہنستا ہے، مسکراتا ہے۔ دیکھا جائے تو عموماً ہم ظاہری علامتوں سے ہی جذبات کا اندازہ لگاتے ہیں لیکن ان پر ضرورت سے زیادہ بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

جب انسان کوئی شدید جذبہ محسوس کرتا ہے تو اس کے جسمانی نظام میں کئی طرح کی تبدیلیاں پیش آتی ہیں۔ یہ تبدیلیاں نظامِ عصبی، غدود اور اخراج کے افعال پر اثر ڈالتی ہیں۔ جن افعال میں اہم تبدیلیاں آتی ہیں وہ ہیں سانس، دل کی حرکت، دورانِ خون جسم کی برقی مدافعت میں کمی، آنسو اور پسینے کے غدود میں تبدیلی، غیر ارادی عضلات میں حرکت اور جسمانی قوت میں نمایاں فرق۔

جذبات کی حالت میں جسم میں ظاہری اور اندرونی تبدیلیاں پیش آتی ہیں۔ ان کے مشاہدے سے جذبات کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ ظاہری علامات اکثر قابلِ اعتماد نہیں ہوتیں۔ اندرونی تبدیلیاں اگرچہ زیادہ بھروسہ کے قابل ہیں لیکن ایک تو ان کا مشاہدہ مشکل طلب ہے اور بہت سی صورتوں میں ناقابل عمل۔ یہ تھے احساسات و جذبات کے نئے زاویے۔ (ماخوذ: تعلیمی نفسیات کے نئے زاویئے)

اسلامی فوج کے پہلے علمبردار

خورشید الزماں

سنگلاخ پہاڑوں میں گھری ہوئی بستی مکہ میں اسلام کی جو دعوت اندر ہی اندر پھیل رہی تھی۔ وہ اب سطح پر ابھر آئی تھی۔ عبداللہ کے صاحبزادے اور عبدالمطلب کے پوتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوہِ صفا پر بلند ہونے والی پکار، لا الٰہ الا اللہ نے پوری بستی کو جھنجھوڑ ڈالا تھا۔ بستی کے بوڑھے بری طرح کھول رہے تھے۔ انہیں اس دعوت میں اپنے صدیوں کے جمے ہوئے عقائد اور روایات خطرے میں نظر آ رہی تھیں۔ جس زندگی کے خوگر وہ اپنے باپ دادا کے وقتوں سے چلے آتے تھے، وہ دیکھ رہے تھے کہ یہ دعوت اس کی بنیادوں پر ضرب لگاتی ہے اور اس کے جلو میں اٹھنے والا طوفان اسے زمین بوس کر کے رکھ دے گا۔ نوجوانوں کی اکثریت بھی اپنے بزرگوں کی ہمنوا تھی؟ تاہم یہ دعوت، نوجوانوں ہی کے طبقے میں اپنی جڑیں پھیلا رہی تھی۔ اب جو لوگ ایمان لائے تھے، دو تین اصحاب کے سوا سب دس گیارہ برس سے تیس چالیس برس تک کے پیٹے میں تھے۔ صرف ایک صاحب ایسے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً دو سال بڑے تھے۔ کسی انقلابی تحریک اور دعوت کی طرف نوجوان خون ہی زیادہ کھینچتا ہے۔ خصوصاً جب وہ اپنے سیاسی نظام اور معاشرتی وتہذیبی اقدار سے نالاں ہوں۔ بوڑھوں اور ادھیڑ عمر کے لوگوں کے لئے مصلحتیں اور معاشرے میں قائم سیاسی اور معاشرتی نظام سے وابستہ مفادات، زنجیر پا بن جاتے ہیں۔ یہی صورت اس وقت بھی درپیش تھی۔ بوڑھے اور ان کے زیر اثر لوگ اس دعوت کے مقابلے میں ڈٹ کر آ گئے تھے دوسری طرف بہت سے نوجوانوں کے دلوں میں ہلچل برپا تھی ان کا جوان وگرم خون اپنے جذبات ورجحانات کو اس دعوت کی طرف مائل پاتا تھا۔ دعوت جو ایک نئی زندگی کی پیغامبر تھی اور اس فکری جمود اور اخلاقی بحران کے لئے چیلنج، جس میں پورا عرب مبتلا تھا جو انسانی معاشرے پر مسلط تہ بہ تہ گمبھیر تاریکیوں کو چیر کر اسے روشن وتابناک بنانے چلی تھی؟ چنانچہ جونہی یہ دعوت ان کے کانوں میں پہنچتی، وہ لبیک کہتے ہوئے اس پر ایمان لے آتے۔

انہی میں ایک پچیس چھبیس سال کے نوجوان مصعبؓ تھے۔ میانہ قامت، حسین اور خوبرو، نرم و نازک، سجیلے، خوش اخلاق اور مہذب، عمدہ پوشاک میں ملبوس پاؤں میں حضرمی جوتے جس طرف نکل جاتے، انتہائی لطیف خوشبو کی لپٹوں سے فضا مہکنے لگتی۔ دیکھنے والوں کی نگاہیں ان کے چہرے پر جم کر رہ جاتیں۔ وہ قریش کے قبیلہ بنو عبدالدار کے ایک شریف گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد عمیر بن ہاشم بن عبد مناف، مال و دولت، شوکت و جاہ اور شرافت و اخلاق میں اپنے پورے قبیلے میں ممتاز تھے۔ والدہ خِناس بنت مالک خود بھی خاصی متموّل تھی۔ بڑی بارعب اور مضبوط شخصیت کی مالک۔ اپنی بڑی کڑی نظم وضبط کے ساتھ پالا مگر محبت کا یہ عالم کہ انہیں کانٹا بھی چبھ جاتا تو بیقرار ہو جاتی۔ عمدہ سے عمدہ پوشاک پہناتی اور اچھے سے اچھا کھانے کو دیتی۔ ناز و نعمت کے اس گہوارے میں ہلکورے لیتے ہوئے مصعب جوان ہوئے۔

ریگزار میں بسنے والوں کی زندگی بڑی کٹھن ہوتی ہے۔ پھر قبائل اور خاندانوں کی باہمی چپقلس اور آویزشیں اسے اور صعوبت ناک بنا دیتی ہیں۔ صحرا کے بیٹے، صحرائی زندگی کی مشقتوں میں ڈھل کر جوان ہوتے ہیں۔ سیر و شکار، لہو ولعب اور ہنگامہ آرائی سے نہیں پیار ہوتا ہے۔ لیکن مصعبؓ کی اٹھان بالکل دوسرے خطوط پر ہوئی تھی۔ انہیں امن و سکون سے لبریز زندگی پسند تھی۔ لاڈ و پیار اور تمول میں پلنے والے بچے عموماً بگڑ جاتے ہیں۔ مگر کچھ تو ماں کی کڑی تربیت نے انہیں کج رو نہ ہونے دیا۔ کچھ ان کی فطری سلامت روی اور لطافتِ طبع ان کے ہم عناں رہی۔ ان کے عمر کے نوجوان اور دوست انہیں شکار پر چلنے کو کہتے تو انکار کر دیتے۔ انہیں خونریزی سے طبعاً نفرت تھی۔ ساتھی کہتے:۔ اچھا آؤ خانۂ رومی (شراب کی دکان) پر چلیں، شامی بنیذ کے دو ایک جام لنڈھا آئیں۔ ان کا جواب ہوتا:۔ میں اپنے ہوش وخرد اور عزت وآبرو کو جام وساغر میں گم کرنا نہیں چاہتا۔ بہت ہوتا تو مسجد الحرام میں چلے جاتے جہاں قریش کے شیوخ اپنی محفلیں جمائے ہوتے۔ مصعبؓ خانہ کعبہ کا طواف کرتے اور پھر ان محفلوں سے الگ اپنی پرسکوں دنیا میں کھو جاتے انہیں وہم وگمان تک نہ ہوتا۔ ان کی یہ پرسکون زندگی کسی بہت بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہے۔ طوفان جوان کے شب و روز، حال اور مستقبل سب کچھ بدل ڈالے گا۔

بھنک تو مصعبؓ کے کانوں میں پڑ چکی تھی کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوم کو خدائے واحد کی طرف بلا رہے ہیں۔ بھنک کیا، انہوں نے صفا کی چوٹی پر بلند ہونے والی پکار خود سنی تھی۔ وہ ان لوگوں میں تھے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے واصباح واصباح کا آواز سن کر پہاڑ کے دامن میں جمع ہو گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس خدا کی طرف دعوت دے رہے تھے اس کے تو سبھی مکہ والے قائل تھے۔ چونکا دینے والی بات یہ تھی کہ وہ ایک الٰہ کے سوا گوشت پوست اور سنگ وخشب کے بنے اور وہم وگماں کے تراشے ہوئے سارے الٰہوں کی نفی فرما رہے تھے وہ کہتے تھے لا الٰہ الا اللہ۔ اللہ کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں۔ نہ لات ومنات اور نہ عزیٰ اور ہبل۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی ساری زندگی، اسکے حوالے کر دے، اسی کو اپنا بادشاہ اور قانون دہندہ مانے اور میں اس بادشاہ کی طرف سے جو کتابِ ہدایت اور دستورِ حیات لے کر آیا ہوں اس پر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی استوار کرے۔ ان کا یہ ارشاد بھی تھا کہ ایک دن ہر انسان کو اس خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی دنیوی زندگی کے ایک ایک لمحے کا حساب دینا ہے۔ یہ باتیں چونکا دینے والی تھیں اور مصعبؓ بھی انہیں سن کر چونکے تھے۔ مگر پھر فوراً انہیں ذہن سے جھٹک دیا جیسے کچھ زیادہ اہم نہ ہوں اور اپنی محدود سی جمیل وحسین دنیا کی پاکیزہ لطافتوں میں کھو گئے۔

ادھر مکہ میں گھر گھر اور محفل محفل اس دعوت کا چرچا تھا زیادہ تر معاندانہ اور تضحیک کے انداز میں۔ بہت کم لوگ ایسے تھے جو اس پر سنجیدگی سے توجہ دیتے۔ ایک روز مصعب اپنی دنیا میں کھوئے مسجد الحرام پہنچے۔ وہاں دیکھا قریش کے روسائ اور شیوخ بیٹھے ہیں اور گفتگو ہو رہی ہے۔ موضوع وہی دعوتِ اسلامی تھا۔ ان کے لہجے میں اشتعال اور جھلاہٹ تھی۔ جھلاہٹ جو کسی معاملے میں بے بس ہو جانے سے انسان پر طاری ہو جاتی ہے۔ مصعبؓ ان کے قریب جا بیٹھے اور چپ چاپ ان کی باتیں سننے لگے۔ انہیں پہلی بار احساس ہوا کہ جس دعوت کو غیر اہم سمجھ کر انہوں نے ذہن سے جھٹک دیا تھا وہ قریش کے ان روسائ کے لئے بہت پریشان کن بن چکی ہے۔ ان میں سے ہر شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر ایمان لانے والوں پر برس رہا تھا جو مکہ کے معاشرے میں ایک عظیم انقلاب کے ہراول بن گئے تھے۔ سب سے زیادہ غصہ اس بات پر تھا کہ جور وستم کے جو حربے وہ مسلمانوں پر آزما رہے تھے سب بیکار ثابت ہو چلے تھے۔ ان حربوں سے قریش کے اونچے گھرانوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان تو ایک طرف، غلام اور کمزور مسلمانوں کے قدم بھی نہ ڈگمگائے تھے۔ مصعبؓ سوچنے لگے آخر اس دعوت میں وہ کیا نشہ ہے کہ جو ایک بار اس پر ایمان لے آتا ہے، پھر اسے چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا بلکہ ظلم وستم کے حربوں سے یہ نشہ اور تند و تیز ہو جاتا ہے "کیوں نہ اس دعوت کے داعی اور اس پر ایمان لانے والوں کو قریب سے دیکھا جائے؟" خیال کی ایک لہر ذہن کی گہرائیوں سے ابھری۔ پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ مسجد سے نکلے اور دار الارقم کی طرف ہو لئے۔ دار الارقم۔ اسلامی دعوت کا مرکز جو صفا کی تلہٹی میں واقع تھا۔

مصعبؓ کے قلب و ذہن پر ایک عجیب سی کیفیت طاری تھی۔ قدیم یوں وارفتگی میں اٹھ رہے تھے جیسے کوئی کان میں سرگوشیاں کر رہا ہو کہ جو سعادتِ ابدی تمہارے انتظار کر رہی ہے۔ اس سے بہرہ یاب ہونے کے لئے جلد سے جلد پہنچو۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور اس سعادت کے بغیر بیکار اور ضائع ہو رہا ہے۔ وہ حیران تھے شہر کے اندر رہتے ہوئے بھی اس کشمکش سے اب تک کیسے بے نیاز رہے تھے۔

اور پھر دار الارقم آ گیا۔ ارقمؓ بن ابی ارقم کا چھوٹا سا گھر جو اسلام کی تاریخ میں ابدی جگہ پانے والا تھا۔ مصعبؓ دروازے پر رکے اور دستک دی۔ دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے اور صحابۂ کرام چاند کے گرد نیم ہالہ بنائے بڑے ادب واحترام سے بیٹھے تھے۔ سب کی نگاہیں اس سجیلے نوجوان پر جم گئیں۔ ہر دل میں یہ آرزو کروٹیں لینے لگی کہ اللہ اس نوجوان کا دل اسلام کے لئے کھول دے۔ مسلمانوں کی جمعیت میں اضافہ ہو اور کفارِ قریش غیظ وغضب کے مارے اپنی انگلیاں چبائیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس نوجوان پر نظر ڈالی اور ہونٹوں پر شفقت ومحبت کی چمک نمودار ہوئی۔ مصعبؓ سر جھکائے آگے بڑھے اور لوگوں کے ساتھ چپ چاپ بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت قرآن کی تعلیم دے رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نکلا کلامِ الٰہی اور اس کی تشریح، کانوں کے ذریعہ دل کی گہرائیوں میں مرتسم ہوئے جا رہی تھی۔ مصعبؓ کو اپنے دل کی کایا پلٹتی محسوس ہوئی۔ یوں لگتا تھا دل پر پڑے ہوئے غفلت کے پردے اٹھتے جا رہے ہیں اور اس کا ایک ایک گوشہ چاند کی ٹھنڈی سیمیں کرنوں سے منور ہو رہا ہے۔ ایک عجیب سی لذت تھی جوان کے رگ وپے میں سرایت کر گئی تھی۔ بے اختیار اٹھے، التماس کی ایک اللہ کے رسولؐ! مجھے اپنے دین کا حلقہ بگوش بنا لیجئے۔ مجلس میں موجود مسلمانوں کی قلبی مسرت ان کے چہروں سے جھلکنے لگی۔ ایک اور مردِ حق ان کی چھوٹی سی نظریاتی برادری میں شریک ہو گیا تھا۔ برادری جس پر ظلم وستم کی آندھیاں اُمڈ آئی تھیں لیکن اس کے ایک فرد کو بھی متزلزل نہ کر سکی تھیں۔

اجتماع ختم ہوا۔ صحابہ ایک دوسرے کو سلام کر کے چھپتے چھپاتے اپنے گھروں کو رخصت ہوئے۔ مصعبؓ نے بھی گھر کی راہ لی۔ وہ مسلمانوں پر ہونے والے مظالم سے بے خبر نہ تھے۔ تاہم انہیں سوائے اپنی ماں کے کسی کا ڈر نہ تھا۔ انہوں نے فیصلہ کیا ابھی وہ ماں کو کچھ نہیں بتائیں گے۔ اور کسی اچھے موقع کا انتظار کریں گے۔

اب مصعبؓ روزانہ چوری چھپے دار الارقم میں حاضر ہونے لگے۔ نبی کی تعلیم اور تربیت اور نورِ قلب کے پرتو سے انکی زندگی سفید شفاف موتیوں کی طرح دمکنے لگی۔ وہ پہلے بھی کچھ کم خوبرو نہ تھے لیکن اب تو عالم ہی کچھ اور تھا۔ باطن کے نور نے ان کا چہرہ اور زیادہ روشن کر دیا تھا۔ ان کی روح ہی نہیں، ظاہر بھی بدل گیا تھا۔ صاف ستھرے وہ اب بھی رہتے تھے کہ اسلام لطافت سکھاتا ہے۔ لیکن اعلیٰ پوشاک اور خوشبو کا جو اہتمام وہ پہلے کیا کرتے تھے اب نہ رہا۔ دار الارقم آتے جاتے وقت بڑی احتیاط سے کام لیتے کہ کسی کی نظروں میں نہ آ جائیں مگر مسلمانوں کا کھوج لگانے کے لئے ہر راستے پر قریش کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں۔ جسے بھی دار الارقم کی طرف جاتے ہوئے دیکھتے۔ اس کا چھپ کر تعاقب کرتے۔ جس پر شک گزرتا، اس کی کنسوئیاں لیتے۔

ایک روز عثمان بن طلحہ نے مصعبؓ کو دار الارقم میں داخل ہوتے دیکھ لیا۔ چند دن بعد وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ اس کی نظر پڑ گئی۔ شک تو اسے پہلے ہی دن ہو گیا تھا، اب گویا عینی شہادت مل گئی کہ مصعبؓ نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر نیا دین اختیار کر لیا ہے۔ دوڑ کر ان کے گھر پہنچا اور ان کی ماں کو خبر سنائی کہ تمہارا بیٹا صابی ہو گیا ہے۔ ماں پچھلے کئی دنوں سے مصعبؓ کو کچھ بدلا ہوا پاتی تھی۔ کئی بار جی میں میں آیا بھی کہ پوچھے بیٹے کیا بات ہے۔ تمہارے شب وروز وہ پہلے کی طرح نہیں رہے۔ مگر پھر چپ ہو گئی۔ اب جو یہ خبر سنی تو فوراً یقین آ گیا۔ اسے اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا۔ اور پھر دنیا اس کی آنکھوں میں اندھیری ہو گئی۔

مصعبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت لے کر گھر پہنچے تو ایک ہنگامہ برپا تھا۔ قریش کے بڑے بڑے سردار اشراف جمع تھے۔ گھر میں قدم رکھتے ہی ان لوگوں نے انہیں آڑے ہاتھوں لیا۔ ماں تو گویا پھٹ پڑی:۔ "بدبخت تو صابی ہو گیا۔ باپ دادا کا دین چھوڑ بیٹھا ہے۔ میں نے تجھے اسی روز کے لئے پالا اور مصیبتیں اٹھائی تھیں اور پھر اپنے منہ پر دوہتّر مار کر زور زور سے رونے لگی۔ مصعبؓ چند لمحے توہکّا بکّا کھڑے اپنی پیاری ماں کو دیکھتے رہے۔ پھر بولے:۔ "ماں میں صابی نہیں ہوا۔ میں نے اپنے باپ ابراہیمؑ کا دین اختیار کیا ہے میں نے جہنم کا راستہ چھوڑ کر جنت کی راہ اپنائی ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ بھی مسلمان ہو جائیں۔ زندگی اور نجات ہے تو اسی میں، باقی ساری راہیں موت اور تباہی کی طرف جاتی ہے۔" مگر ماں پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس کا مطالبہ تھا کہ باپ دادا کے دین پر لوٹ آؤ۔ اشرافِ مکہ بھی ان پر دباؤ ڈالنے لگے۔ لیکن انہوں نے دباؤ کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا۔ پہلے انہیں لالچ کے جال میں پھانسنے کی کوشش کی گئی۔ مگر انہوں نے ہر لالچ کو ٹھکرا دیا پھر وہ دھمکیوں پر اتر آئے۔ مصعبؓ ان کی دھمکیوں کے جواب میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے۔ وہ قرآن جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا دل دھو ڈالا تھا اور اسے حکمت و شرف اور عدل وتقویٰ سے بھر دیا تھا۔ ماں نے جب دیکھا مصعبؓ پھینکا:۔ "جب تک اپنے باپ دادا کے دین پر نہیں لوٹو گے اسی زنداں میں بند رہو گے۔" اس نے کہا اور دروازہ بند کر کے اس پر پہرہ بٹھا دیا۔ ان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے مگر وہ ایمان پر ثابت قدم رہے اور غزوہ بدر میں جام شہادت نوش کیا۔ (ماخوذ ہدی ڈائجسٹ دہلی)

اعــــلان مفقــود الخبــــری

معاملہ نمبر ۱۴۴۳/۵۱۹/۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ پنشن لین، بخشی بازار، کٹک)

حلیمہ خاتون بنت شیخ کبیر الدین مقام جوبرانز دبڑہ مسجد کالج چھک، ضلع کٹک (اڈیشہ)۔فریق اول

بنام

شیخ جابر ولد شیخ جلیل مرحوم جالو پورا، جئے پور (راجستھان)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ پنشن لین، بخشی بازار، کٹک، اڈیشہ میں نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت سے محرومی کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۱/اکتوبر ۲۰۲۲ء روز منگل پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۴۴۴/۸۹۳/۸ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بہار شریف، نالندہ)

افسانہ خاتون بنت محمد اسلام مرحوم، مقام کپسیا ڈاکخانہ مولانا چک، ضلع نالندہ ۔فریق اول

بنام

محمد سرور ولد نظام مرحوم مقام محمودہ ڈاکخانہ محمودہ، ضلع نالندہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً چھ سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ بہار شریف، نالندہ میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۶/اکتوبر ۲۰۲۲ء پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۴۴۳/۱۷۰۶/۹۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گواپوکھر، مدھوبنی)

نصرت پروین بنت محمد مظفر حسین، مقام قضیاہی، بیتا، ضلع مدھوبنی۔فریق اول

بنام

محمد عتیق اللہ ولد محمد رفیق مقام قضیاہی، بیتا، ضلع مدھوبنی۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ گواپوکھر، مدھوبنی میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۶/اکتوبر ۲۰۲۲ء روز جمعرات پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۴۴۳/۱۴۰۰/۴۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کٹیہار)

جہانہ خاتون بنت عین الحق منصوری، مقام کھنگواں، ڈھینہ باغ، چھالا، کٹیہار۔فریق اول

بنام

محمد مفیصل انصاری ولد صغیر انصاری مرحوم، مقام ڈھینہ باغ، چھالا، ڈاکخانہ ڈھینہ باغ، چھالا، کٹیہار۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بنیاد پر دارالقضاء امارت شرعیہ کٹیہار میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۵/اکتوبر ۲۰۲۲ء روز بدھ پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۴۴۳/۲۴۹۳۶/۴۸۶ھ

تمنا پروین بنت محمد راجو (عرف پپو) مقام بڑی بدر پورہ، کھگول، ضلع پٹنہ۔فریق اول

بنام

محمد امجد انصاری ولد محمد شرف الدین انصاری، مقام بڑی کھگول، چکر داہا موڑ، ضلع پٹنہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں تقریباً دو سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۸/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۵/اکتوبر ۲۰۲۲ء روز بدھ پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۴۴۳/۲۶۷۹/۱۳ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ، مدھوبنی)

سعدیہ خاتون بنت سعید الحق مقام جمال چک، پوسٹ لالباغ، بلاک کبیر چک، ضلع دربھنگہ۔

پتہ مراسلت: محمد شمیم ولد عبدالودود، مقام وپوسٹ دملہ، بلاک بسفی، ضلع مدھوبنی فریق اول

بنام

نوشاد شیخ ولد علی راجا شیخ، مقام وپوسٹ چاہا دلاور پور، بلاک بہیری، ضلع دربھنگہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول ''سعیدہ خاتون بنت سعید الحق'' نے آپ فریق دوم ''نوشاد شیخ ولد علی راجا شیخ'' کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ ''مدرسہ اسلامیہ محمود العلوم دملہ، مدھوبنی'' میں تقریباً چھ سال سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق بشمول نان ونفقہ وحق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۲/ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۹/اکتوبر ۲۰۲۲ء روز بدھ پر آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن دارالقضاء امارت شرعیہ مقام دملہ، ضلع مدھوبنی میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

دنیا کے 90 فیصد ممالک میں معیار زندگی روبہ زوال، اقوام متحدہ

کورونا وائرس کی وبا، موسمیاتی تبدیلیاں اور یوکرین کی جنگ کے مشترکہ اثرات پوری دنیا پر دیکھے جاسکتے ہیں۔32 برسوں میں پہلی بار اقوام متحدہ کے انسانی ترقی کے انڈیکس میں دو برس سے مسلسل گراوٹ نوٹ کی گئی ہے۔

اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (یواین ڈی پی) کے مطابق 2021 میں دنیا کے 90 فیصد مما لک میں حالات زندگی بہتر ہونے کے بجائے مزید ابتر ہوگئے۔یواین ڈی پی انسانی ترقی کے اپنے انڈیکس کے لیے کسی بھی ملک میں صحت، تعلیم اور معیار زندگی کو معیار بناتا ہے۔

بحرانوں کے سبب ''غیر یقینی صورتحال'':

جب 32 برس قبل پہلی بار انسانی ترقی کے معیار کے اعداد وشمار جمع کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا، اس کے بعد پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ گزشتہ دو برسوں سے مسلسل عالمی سطح پر انڈیکس میں کمی واقع ہوئی ہے، یواین ڈی پی کی تازہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اس گراوٹ کی وجہ سے گزشتہ پانچ برسوں کے دوران جو فوائد حاصل ہوئے تھے وہ بھی ضائع ہوگئے ہیں۔

یواین ڈی پی کے سربراہ اشیم اسٹینر نے کہا کہ 2007 میں شروع ہونے والی آخری عالمی کساد بازاری کے عروج کے موقع پر بھی انسانی ترقی کے انڈیکس میں اتنی کمی نہیں آئی تھی، جواب نوٹ کی گئی ہے۔ان کے مطابق اس وقت بھی دس میں سے صرف ایک ملک میں ہی ایسی گراوٹ درج کی گئی تھی۔تازہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کے مشترکہ اثرات، یوکرین میں جنگ اور کووڈ انیس کی وبا نے ایک ایسی ''غیر یقینی صورتحال'' پیدا کردی ہے جو عالمی معیار زندگی کو نیچے کی جانب دھکیلتی جا رہی ہے۔رپورٹ میں معیار زندگی میں بدترین عالمی تفاوت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا کہ انسانی ترقی میں مسلسل محرومی اور عدم مساوات، اس نئی غیر یقینی صورتحال کی پیچیدگی سے نمٹنے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

اسٹینر نے مزید کہا، ''ہم انتہائی پریشان کن دور سے گزر رہے ہیں، چاہے وہ پانی کے اندر کی دنیا ہو، یا بغیر پانی والی دنیا، آگ کی زد میں آنے والی دنیا ہو یا پھر وبائی امراض میں پھنسی موجود دنیا ہو۔

اعداد وشمار کیا کہتے ہیں؟

اقوام متحدہ کے تازہ انڈیکس کے مطابق سوئٹزرلینڈ دنیا کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک ہے۔ناروے اور آئس لینڈ بالترتیب دوسرے اور تیسرے نمبر پر ہیں۔اس بار جرمنی سویڈن، ڈنمارک اور آئرلینڈ کے بعد نویں نمبر پہنچ گیا ہے، لیکن یورپ میں ہالینڈ اور فن لینڈ سے اب بھی آگے ۔ 1990 میں جب پہلی معیار زندگی سے متعلق اس طرح کی درجہ بندی کا آغاز ہوا تھا، اس وقت امریکہ نے پہلی پوزیشن حاصل کی تھی۔لیکن اس کے بعد سے اب امریکہ بھی 21 ویں نمبر پر پہنچ گیا ہے۔

درجہ بندی کے حساب سے سب سے کم ترقی یافتہ ملک میں جنوبی سوڈان کا نام ہے اور اس کے بعد چاڈ اور نائیجر ہیں۔شمالی کوریا، صومالیہ، ناورو اور موناکو سے متعلق انڈیکس میں کوئی معلومات شامل نہیں کی گئی ہیں۔البتہ گزشتہ برس سے متعلق انڈیکس کے اعداد وشمار میں ہانگ کانگ کا شمار کیا گیا ہے، جو ایشیا میں سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہے اور علاقائی سطح پر چوتھے نمبر پر آیا ہے۔اس کا شمار سرزمین چین سے الگ ہوا، تاہم تائیوان یا مکاؤ اس میں شامل نہیں ہیں۔رپورٹ نے اس بات کی بھی نشاندہی کی ہے کہ چونکہ "تمام مما لک سے متعلق اعداد وشمار دستیاب نہیں تھے، اس لیے قارئین پر زور دیا گیا ہے کہ وہ مما لک کے درمیان موازنہ کرنے میں احتیاط سے کام لیں۔(بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)

ہفتۂ رفتہ

مولانا رضوان احمد ندوی

سپریم کورٹ کے تمام ججوں سے ایک سر کی توقع رکھنا بے معنی: سابق چیف جسٹس

نئی دہلی، (ایجنسیاں): ہندوستان کے سابق چیف جسٹس این وی رمن نے سپریم کورٹ کے متضاد اور مختلف فیصلوں کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ سپریم کورٹ کے تمام ججوں سے ہمیشہ ایک سر میں بولنے کی توقع رکھنا غلط ہوگا، پنے میں 'کیپٹل فاؤنڈیشن کے سالانہ لیکچر' میں جسٹس رمن نے بعض ضمانتوں سے متعلق مختلف معاملات کا فیصلہ کرنے میں مختلف ججوں کی طرف سے اختیار کئے گئے مختلف بنیادوں کی طرف اشارہ کیا، گزشتہ ۷ دہائیوں میں سپریم کورٹ کی طرف سے سنائے گئے فیصلوں پر انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ کی طرف سے کئی طرح کی آرا سامنے آئی ہیں، ایک ادارے کی شکل میں عدلیہ کو کسی ایک رائے کی بنیاد پر نہیں دیکھا جاسکتا۔

ملک یہ توقع نہیں کرسکتا کہ 30 سے زیادہ آزاد جج ہمیشہ ایک سر میں بولیں، جسٹس رمن نے کہا کہ ایک سر میں بولنے والا ادارہ صحت مند جمہوریت کی علامت نہیں ہوگا، جسٹس رمن نے کہا کہ انہوں نے اپنے دور میں خالی آسامیوں کو پر کرنے، عدالتی ڈھانچے کو بڑھانے اور انصاف کی فراہمی کے نظام کو تیز کرنے کے لئے ٹیکنالوجی کو شامل کیا ہے، واضح رہے کہ آج ملک کی مختلف عدالتوں میں 4 کروڑ سے زائد مقدمات زیر التوا ہیں، لاک ڈاؤن اور وبا کے دوران مقدمات کی سماعت نہ ہونے کے باعث صورت حال مزید سنگین ہوگئی، جس کی وجہ سے عدالتوں کے مقدمات میں اضافہ ہوگیا ہے۔

جیلوں میں مسلم قیدیوں کی تعداد میں کمی

نئی دہلی، (ایجنسیاں): نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو (این سی آر بی) کے 2021 کے اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ جیلوں میں مسلم قیدیوں کی تعداد میں کمی آئی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ این سی آر بی کی رپورٹ کے مطابق 2021 میں ہندوستانی جیلوں میں مسلم قیدیوں کی تعداد کم ہوکر 18.7 فیصد ہوگئی ہے۔ وہیں 2020 میں یہ 20.2 فیصد تھی، جبکہ ہندوستانی جیلوں میں ہندو قیدیوں کی تعداد میں کچھ اضافہ ہوا ہے۔ 2020 میں ہندو قیدیوں کی تعداد 72.8 فیصد تھی۔ جبکہ 2021 میں یہ تعداد بڑھ کر 73.6 فیصد ہوگئی ہے۔ این سی آر بی کی اس رپورٹ کے مطابق سکھ قیدیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے، لیکن عیسائی قیدیوں کی تعداد میں کمی آئی ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ملک میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ قیدی یوپی کی جیلوں میں بند ہیں۔ یوپی کی جیلوں میں قیدیوں کو مینجمنٹ کمپیوٹر ٹریننگ سے لے کر اسکل ڈیولپمنٹ کی ٹریننگ دی جارہی ہے۔ این سی آر بی کے اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ اتر پردیش کی جیلوں میں قیدیوں کو تعلیم کے ساتھ کمپیوٹر کی تربیت، اعلیٰ تعلیم اور بالغان کی تعلیم دی جارہی ہے۔ سال 2021 میں جیل میں 4 ہزار 101 قیدیوں کو تربیت دی گئی۔ اس میں جیل میں بند 671 قیدی پوسٹ گریجویٹ اور 2002 قیدی گریجویٹ ہیں۔ جبکہ 6035 قیدی انٹرمیڈیٹ اور 10245 قیدی ہائی اسکول پاس کرچکے ہیں۔ 1162 قیدیوں کو کمپیوٹر میں ماہر بنانے کے ساتھ ساتھ 5292 بالغ قیدیوں کو تعلیم دی گئی۔

آدھار کارڈ نے 6 سال سے لاپتہ شخص کو خاندان سے ملایا

نئی دہلی، یکم ستمبر (یو این آئی) خاندان سے گم شدہ ایک شخص کو اس کے خاندان سے ملانے میں آدھار نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ایک 21 سالہ معذور نوجوان چھ سال سے لاپتہ تھا، آدھار کی وجہ سے سراغ ملا اور اپنے اہل خانہ سے جاملا ہے۔ یہ واقعہ بہار کے کھگڑیا ضلع کا ہے جہاں نومبر 2016 سے لاپتہ ایک معذور شخص (سماعت اور بولنے سے معذور) کو اگست 2022 میں مہاراشٹر کے ناگپور میں آدھار کے ذریعے تلاش کیا گیا۔ اس بات کے بار بار ثبوت سامنے آرہے ہیں کہ آدھار کس طرح زندگی گزارنے میں آسانی پیدا کررہا ہے، نہ صرف فلاح و بہبود کی خدمات فراہم کرانے کے لئے ایک ڈیجیٹل بنیاد کے طور پر بلکہ یہ خاندانوں کے گم شدہ افراد کو ملانے میں بھی مدد کررہا ہے۔

ناگپور ریلوے اسٹیشن پر 28 نومبر 2016 کو ایک 15 سالہ گمشدہ بچہ ملا تھا۔ چونکہ یہ بچہ معذور تھا، بول اور سن نہیں سکتا تھا، اس لیے ضروری کارروائی کے بعد ریلوے اتھارٹی نے اس کو ناگپور میں گورنمنٹ سینئر بوائز آرفینج کے سپرد کردیا۔ اس کو ایک نام 'پریم رمیش انگلے' دیا گیا، پولیس نے اہل خانہ کو اطلاع دی اور وہ اپنے ساتھ بیگوسرائے لے گئے۔

ہیڈ ماسٹر نے فروخت کردی اسکولی بچوں کی کتابیں

فتح پور، (ایجنسیاں): اتر پردیش کے زیادہ تر اسکول ایسے ہیں، جہاں ابھی تک بچوں کو پڑھنے کیلئے کتابیں نہیں ملی ہیں۔ وہ بغیر کتابوں کے ہی پڑھائی کرنے پر مجبور ہیں، لیکن ریاست کا ایک اسکول ایسا بھی ہے، جہاں اسی سیشن کی کتابیں تو تھیں، لیکن انہیں ماسٹر صاحب بیچ کر کیلا کھا گئے۔ دینک ہندوستان کی رپورٹ کے مطابق وجئی پور (فتح پور) بلاک کے ایک پرائمری اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے بچوں کی کتابیں گاؤں پہنچے کباڑ کے بدلے کیلا فروخت کرنے والے پھیری دکاندار کو 20 کلوگرام تول دیں۔ گاؤں کے اندر پہنچے دکاندار کے پاس سے اسی سیشن کی نئی کتابیں دیکھ کر پڑھے لکھے گاؤں والوں نے اسے روکا تو اس معاملے پر سے پردہ ہٹا۔ معاملہ بلاک علاقہ کے پرائمری اسکول چنتن پور مجرے گڑھ کا ہے۔ یہاں کے ہیڈ ماسٹر ہری شنکر مشرا کو بچوں کو دی جانے والی مفت کتابوں کو بھی فروخت کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہوئی۔ جب گاؤں والوں نے کباڑی کو روک کر اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ گاؤں کے اسکول کے ہیڈ ماسٹر نے ان کتابوں کو دے کر بدلے میں کیلا لیا ہے۔ گاؤں کے پھول چند پال، دیارام پال، پردیپ دویدی اور دیگر کباڑی کو لے کر ہیڈ ماسٹر کے پاس پہنچے تو وہ تالا لگا کر فرار ہوگئے۔ معاملہ افسران تک پہنچا تو محکمہ بیسک تعلیم میں کھلبلی مچ گئی۔

آسام میں پھر ایک مدرسہ منہدم

گوہاٹی، 6/ستمبر (ایجنسی): آسام کے گوالپارہ ضلع میں چل رہے، ایک مدرسے کو شدت پسند عناصر نے نشانہ بناتے ہوئے اسے منہدم کردیا، حالانکہ اس سے قبل آسام میں 3 مدرسوں کو ریاست کی بی جے پی حکومت نے منہدم کردیا تھا اور وہاں دہشت گردانہ سرگرمیاں چلائے جانے کا الزام عائد تھا، گوالپاڑہ کے ایک مدرسہ اور اس سے متصل ایک مکان کو مبینہ طور پر جہادی سرگرمیوں کے لئے استعمال کئے جانے کا بے بنیاد الزام لگایا گیا اور اسے منہدم کردیا گیا۔

جو کہ نہایت شرمناک حرکت ہے، آسام حکومت کو پہلے اس کی تحقیق کرنی چاہئے۔

بہار میں مدرسوں کی جانچ کی کوئی ضرورت نہیں: وزیر اقلیتی فلاح

پٹنہ، 6 ستمبر (پی آر): اقلیتی فلاح کے وزیر زماں خان نے کہا ہے کہ حکومت اقلیتوں کی فلاح کے لئے کئی منصوبے چلا رہی ہے، اقلیتی ہوسٹل کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تین ہوسٹل بن کر تیار ہیں اور نو دیگر اقلیتی ہوسٹل کی تعمیر کا کام جلد ہی شروع کیا جائے گا، ایک سرکاری پروگرام میں شامل ہونے کے بعد زماں خان نے نامہ نگاروں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح یوپی میں مدرسوں کی جانچ کا معاملہ اٹھایا گیا ہے، بہار میں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، زماں خاں نے کہا کہ اگر کہیں سے کوئی گڑبڑی کی جانکاری سامنے آئے گی تو ایسے اداروں کو بخشا نہیں جائے گا، جو شخص غلط ہے وہ غلط ہے، کسی ایک کی غلطی کے لے پورا سماج قصوروار نہیں ہوسکتا، بی جے پی ترقی کی بات کرنے کے بجائے نفرت پھیلانے اور لڑنے لڑانے کی بات کرتی ہے۔

پٹنہ میٹرو کا راستہ اشوک راج پتھ میں تبدیل

پٹنہ، ۴/ستمبر (پی این ایس) پٹنہ کے تاریخی اشوک راج پتھ پر گاندھی میدان سے این آئی ٹی تک بنائے جارہے ڈبل ڈیکر فلائی اُوور کے سبب زیر تعمیر پٹنہ میٹرو ریل پرجیکٹ کے راستے میں تبدیل کردیا گیا ہے، گھنی آبادی والے اشوک راج پتھ علاقے سے ہٹا کر دوسرے علاقے میں منتقل کردیا گیا ہے، معتبر ذرائع سے ملی اطلاع کے مطابق اشوک راج پتھ پر کارگل چوک سے این آئی ٹی تک بن رہا، یہ فلائی اوور میٹرو ریل سیکشن کے اس پرانے روٹ کو پوری طرح متاثر کررہا ہے، جس کے سبب یہ تبدیلی کی گئی ہے، میٹرو کے انڈر گراؤنڈ سیکشن کے راستے میں اسی وجہ سے تبدیلی کی گئی ہے، اب اشوک راج پتھ کے بجائے اس کے شمال جانب میں واقع مختلف تعلیمی اداروں کی عمارتوں کے نیچے سے پٹنہ میٹرو گذرے گی، جس کے لئے کھدائی کا کام شروع کیا جائے گا۔

طب وصحت

گٹھیا۔ جوڑوں کے درد وسوزش کا مرض

گٹھیا، جسے طبّی اصطلاح میں گاوٹ (Gout) کہا جاتا ہے، عرفِ عام میں جوڑوں کا درد، جوڑوں کی سوزش یا ہڈیوں کی آتش زنی کہلاتا ہے۔ یہ ایک ایسا مرض ہے، جو تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ کچھ عرصہ قبل کہا جاتا تھا کہ یہ مرض، عُمر رسیدہ افراد ہی کو متاثر کرتا ہے، مگر اب بچوں اور جوانوں کو بھی گٹھیا متاثر کررہا ہے۔

ہمارے یہاں گٹھیا کے مرض سے متعلق معلومات اور طبّی سہولتوں کے فقدان کے سبب مریض اُس وقت معالج سے رجوع کرتے ہیں، جب مرض شدّت اختیار کرچُکا ہوتا ہے۔ جیسا کہ بیش تر عُمر رسیدہ افراد ابتدائی علامات ظاہر ہونے پر عُمر کا تقاضا خیال کرتے ہوئے نظر انداز کردیتے ہیں، مگر جب چال ڈھال میں ٹیڑھاپَن نمایاں ہوجاتا ہے اور روزمرہ امور انجام دینا مشکل امر بن جاتا ہے، تب معالج سے رابطہ کیا جاتا ہے۔ عام طور پر موٹاپے کے شکار افراد اس مرض کا جلد شکار ہوجاتے ہیں اور ان میں علامات کی شدّت بھی زیادہ پائی جاتی ہے۔

یوں تو گٹھیا کے مرض کی کئی اقسام ہیں، مگر ہمارے یہاں جوڑوں کی ملائم وخستہ ہڈیوں کا گلنا ''آسٹیو آرتھرائٹس'' (Osteo Arthritis) اور جوڑوں کا پتھرا جانا ''رہیوماٹائڈ آرتھرائٹس'' (Rheumatoid Arthritis) عام ہیں۔ آسٹیو آرتھرائٹس، جوڑوں کی چکنائی کم ہونے کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے۔ اس مرض کے شکار زیادہ تر 60 برس سے زائد عُمر کے افراد ہوتے ہیں، لیکن فربہ افراد میں 40 سال کی عُمر کے بعد اس مرض سے متاثر ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ مرض کی ابتدائی علامات میں تھکن، جوڑوں میں درد اور سوزش شامل ہیں۔

مرض لاحق ہونے کی عمومی وجوہ باقاعدگی سے ورزش یا چہل قدمی نہ کرنا، ناقص غذا اور ذہنی دباؤ وغیرہ ہیں۔ اس مرض میں ہڈیوں کے جوڑ متورّم اور ہڈیوں کے سرے گھس جانے کی وجہ سے چلنے پھرنے، اُٹھنے بیٹھنے اور جوڑوں کو حرکت دینے میں شدید تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اگر ابتدائی مرحلے میں علاج نہ کیا جائے، تو جوڑ اکڑ جاتے ہیں اور حرکت کے قابل نہیں رہتے۔ گٹھیا سے متاثرہ مریضوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ روزانہ چہل قدمی کریں تاکہ مرض شدّت اختیار نہ کرسکے اور اگر موٹاپے کا شکار ہیں، تو اس طرح اس کا وزن بھی قابو میں رہے گا۔

بعض کیسوں میں بڑی عُمر کے افراد کے لیے چہل قدمی نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے، کیوں کہ اس طرح گُھٹنے کی ہڈی رگڑ کھانے سے جوڑوں کی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔

Volume:62/72,Issue:34R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

کاغذ کی یہ مہک یہ نشہ روٹھنے کو ہے
یہ آخری صدی ہے کتابوں سے عشق کی (سعود عثمانی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

سری لنکا بحران کے ہندوستان پر منفی اثرات

پروفیسر عتیق احمد فاروقی

چینی جاسوسی جہاز یوآن وانگ 5 نے سری لنکا کی بندرگاہ ہن بن ٹوٹا پر لنگر ڈال لیا ہے، اس سے پہلے ہندوستان نے اس جہاز کو لے کر سری لنکا کے سامنے اپنا اعتراض درج کیا تھا، نتیجتاً سری لنکا نے چین سے درخواست کی کہ وہ اس جہاز کی آمد کو ملتوی کردے، پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق اس جہاز کو 11 اگست کو ہن بن ٹوٹا آنا تھا، سری لنکا حکومت کے بدلے رویہ سے پریشان چین نے کولمبو پر دباؤ ڈالا؛ چونکہ سری لنکا چین کے بھاری قرض کے بوجھ سے دبا ہوا ہے اور اس نے ہر بن ٹوٹا بندرگاہ بھی چین کو 99 برس کیلئے لیز پر دے دیا ہے تو چینی جہاز کو روکنے کے معاملے میں سری لنکا ایک حد سے تجاوز نہیں کرسکتا تھا، اس نے اس دباؤ کے آگے گھٹنے ٹیکتے ہوئے 13 اگست کو چینی جہاز کو آمد کی اجازت دے دی تھی، یہ جہاز 22 اگست کو ہن بن ٹوٹا بندرگاہ پر پہنچ گیا، چین کا کہنا ہے کہ یہ جہاز امن اور دوستی کے فروغ کے مقصد سے بھیجا گیا ہے؛ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے، یوآن وانگ-5 اپنی جاسوسی صلاحیت کیلئے مشہور ہے، یہی سبب ہے کہ اس مسئلہ پر ہمارا ملک ناراض ہے، ہندوستان کی تشویش بے وجہ نہیں ہے، یوآن وانگ قسم کے جہاز جاسوسی کیلئے ہی بنے ہوتے ہیں، چینی زبان میں یوآن وانگ کا مطلب ہی دور تک نظر رکھنے والا ہوتا ہے، اس کا کنٹرول چینی بحریہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے، فطری بات ہے جس جہاز کا کنٹرول ایک ہی جارح فوج کے ہاتھ میں ہو تو اس کا مقصد امن اور دوستی کا فروغ کیسے ہوسکتا ہے؟ جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے یہ جاسوسی جہاز خطرناک صلاحیتوں سے لیس ہے، اس میں جدید ترین رڈار و سنسر وغیرہ آلات لگے ہیں جو میزائلوں اور سیاروں کا پتہ لگا سکتے ہیں، اس کا میزائل رینج انسٹومنشن اینٹینا 750 کلومیٹر دور تک میزائل یا راکٹ کا پتہ لگا سکتا ہے، یہ 16 / اگست سے جس ہن بن ٹوٹا میں کھڑا ہے وہاں سے کنیا کماری کی دوری قریب 450 کلومیٹر ہی ہے، ہماری متحدہ میزائل ٹیسٹ رینج بھی اڈیشہ کے چاندی پور میں ہے اور اپنی صلاحیتوں سے یہ وہاں تک نظر رکھنے کا اہل ہے، اس لئے ہندوستان کی تشویش جائز ہے، ہن بن ٹوٹا کی جائے وقوع بھی تزویری ہے، یہ بحر ہند میں ایک اہم مقام پر واقع ہے، ان حالات میں چینی جاسوسی جہاز یہاں ایک نئی جنگ اور ٹکراؤ کے بیج بو سکتا ہے، قریب سوا دو سو میٹر لمبے اس جہاز پر تقریباً دو ہزار افراد کی موجودگی بھی شک پیدا کرتی ہے، آخر نام نہاد تحقیق اور کھوج کے لئے چینی جہاز کو اتنی دور کیوں آنا پڑا؟

چینی جاسوسی جہاز کی آمد کا وقت اور اس کے پیچھے چین کی نیت کو اگر سمجھنے کی کوشش کی جائے تو اس میں ایک خاص رجحان دیکھنے کو ملے گا، گزشتہ کچھ عرصہ سے ہندوستان اور سری لنکا کے تعلقات میں ڈرامائی اصلاح ہوئی ہے، ڈرامائی طور پر اس لئے کہ ویسے تو ہند سری لنکا فطری شراکت دار اور روایتی دوست رہے ہیں؛ لیکن ایک وقت چین سے مل رہے بھاری قرض اور دیگر فوائد کے چلتے کولمبو نئی دہلی کے درمیان گرم جوشی میں کمی آ گئی تھی، بعد ازاں سری لنکا میں غیر متوقع اقتصادی بحران آیا جس کیلئے چین کا بھاری اور عملی طور پر غیر مناسب قرض بھی کافی حد تک ذمہ دار تھا، مصیبت کی حالت میں چین نے سری لنکا کی امداد تو دور اپنے قرض کی شرطوں میں رعایت دینے تک سے انکار کردیا، اسی دوران ہمارے ملک ہندوستان نے نہ صرف مالی بلکہ خردنی اشیاء، ایندھن اور دواؤں وغیرہ جیسی ضروری اشیاء فراخ دلی سے سری لنکا کو فراہم کی، اس چیز نے سری لنکا میں ہندوستان کے تئیں دوستانہ ماحول پیدا کیا جبکہ یہاں پر ایک بڑا طبقہ ان آفات کیلئے چین کو مورد الزام ٹھہراتا ہے، ان بدلتے حالات میں ہی سری لنکا کی حکومت چینی جہاز کو آنے سے منع کررہی تھی، یہ بات چین کو ناگوار گزری، حال میں تائیوان کو لے کر امریکہ سے ہوئی نوک جھونک کے چلتے چین کی پہلے ہی بے عزتی ہوچکی ہے، امریکی ایوان نمائندگان کی اسپیکر نینسی پلوسی کے تائیوان دورے کو لے کر اس کی دھمکیاں گیدڑ بھبکیاں ہی ثابت ہوئیں، ایسے میں وہ سری لنکا اور ہندوستان کی بڑھتی قربت اور اس سے اپنے گھٹتے رعب کو لے کر ہونے والی بے چینی سے بچنا چاہتا تھا، چین میں جیسے گھریلو حالات اور بے اطمینانی پیدا ہو رہی ہے اس کے مدنظر شی جن پنگ کیلئے یہ ضروری تھا کہ وہ آنے والے دنوں میں ہونے والے کمیونسٹ پارٹی کے جلسہ سے قبل اپنی جارح شبیہ کو نئے تیور دے کر اپنی مضبوط گرفت دکھائیں، ویسے چین نے ایسا پہلی بار نہیں کیا ہے، سال 2017 میں وزیر اعظم نریندر مودی کے سری لنکا دورہ کے دوران بھی اس نے وہاں اپنی ایٹمی پنڈ بیوں کو بھیجنے کا منصوبہ بنا کر اپنے اثر کا اشارہ دینے کی کوشش کی تھی، سری لنکا حکومت کی درخواست پر بعد میں چین نے ایسا نہیں کیا؛ لیکن اس کی نیت تو ظاہر ہوگئی تھی، واضح رہے کہ ہن بن ٹوٹا کے پیچیدہ حالات کو دیکھتے ہوئے وہاں چین کو روکنے کیلئے ہندوستان کو ہر سطح پر ہر ممکن کوشش کرنا چاہیے، دراصل چین اب بحر ہند میں اپنا دبدبہ بڑھانا چاہتا ہے؛ کیونکہ یہی مستقبل میں اقتصادی سرگرمیوں کا مرکز بننے والا ہے۔

چینی جہاز کو سری لنکا کے ساحل پر جگہ دینے کا مسئلہ اس ملک کی داخلی سیاست میں ایک بڑا مسئلہ بن گیا ہے، سری لنکا کو اپنی فوری ضرورت کے لیے ساری دنیا سے مالی وسائل چاہئیں، وہ چین سے بھی چار ارب ڈالر امداد کی امید رکھتا ہے، پھر ہن بن ٹوٹا کی چین کو ملے پٹے کا معاملہ بھی ہے۔

ان حالات میں سری لنکا کے ساحل پر چینی جہاز کی آمد کو روکنے کے معاملے میں سری لنکا کی پریشانی سمجھی جاسکتی ہے، پھر بھی اسے سمجھنا ہوگا کہ وہ ہندوستان کے اعتراضات کو نظر انداز نہیں کرسکتا، چین کے برعکس ہندوستان اور سری لنکا دونوں میں ہی جمہوری نظام ہے، مصیبت کے وقت ہندوستان نے سری لنکا کی ہر ممکن مدد کی ہے جس کے خلاف ہندوستانی عوام نے کبھی احتجاج نہیں کیا، اگر سری لنکا مستقبل میں بھی ہندوستان کے اعتراضات کو اسی طرح نظر انداز کرے گا تو ہندوستانی حکومت کو اس کی مدد کو لیکر رائے عامہ کو اس کے حق میں تیار کرنا مشکل ہوجائے گا، سری لنکا کے چین کی طرف جھکاؤ کے باوجود اگر ہندوستان کی مدد جاری رہے گی تو یہ گھریلو سطح پر اس کی سیاسی مشکلیں بڑھا سکتا ہے؛ کیونکہ تب عوام ایسی مدد پر سوال اٹھائیں گی، سری لنکا کو سمجھنا ہوگا کہ اگر اس نے توازن برقرار نہیں رکھا تو اس کا خمیازہ اسی کو بھگتنا پڑے گا۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

☆ امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ہفت روزہ ترجمان اخبار ہر سموار کو طبع ہو کر پابندی کے ساتھ شائع ہوتا ہے اور سموار و منگل دو دنوں کے اندر ڈاک کے حوالہ کردیا جاتا ہے، یہ تین چار دنوں میں خریداروں تک پہونچ جاتا ہے، اگر یہ اخبار آپ تک پابندی سے نہیں پہونچتا یا ڈاکیہ ٹال مٹول کرتا ہو تو آپ اس کی اطلاع مندرجہ ذیل نمبر پر فون کرکے دفتر کو دیں تاکہ متعلقہ افسران سے رابطہ کرکے اسے آپ تک پہونچانے کی حتمی صورت نکالی جاسکے۔

☆ اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

عراق میں بحران کو دور کرنے لیے صدر سے اجلاس میں شرکت کی اپیل

عراقی سیاست دانوں نے وزیر اعظم مصطفیٰ الکاظمی کی زیر صدارت دوسرے قومی مکالمے کے اجلاس میں شرکت کی

عراق میں مختلف نسلوں اور فرقوں کی نمائندگی کرنے والے سیاسی رہنماؤں نے صدر تحریک کے رہنما مقتدیٰ الصدر سے جو سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرچکے ہیں سے ملک کو بحران سے نکالنے کے لیے قومی مذاکراتی اجلاس میں شرکت کرنے کا مطالبہ کیا ہے، اجلاس کے بعد وزیر اعظم ہاوس کی جانب سے جاری کردہ تحریری بیان میں کہا گیا کہ تمام سیاسی گروپ ملک میں بحران کے ذمہ دار ہیں اور استحکام کے لیے کوششیں کی جائیں، بیان میں کہا گیا کہ مذکورہ ملاقاتوں کے جاری رہنے پر اتفاق کرنے والے رہنماؤں نے قومی حل کے لیے روڈ میپ کا تعین کرنے کے لیے تمام سیاسی گروپوں پر مشتمل ٹیکنیکل کمیٹی بنانے کا فیصلہ کیا، بیان میں کہا گیا کہ اس وفد کا فرض انتخابات کے انعقاد کے لیے اختلاف رائے رکھنے والے سیاسی گروپوں کو یکجا کرتے ہوئے انتخابی قانون اور الیکشن کمشنر کے ڈھانچے میں تبدیلی لانا ہوگا، بغداد میں ہونے والے دوسرے قومی مکالمے کے اجلاس میں تمام نسلی اور فرقہ وارانہ اجزاء کی نمائندگی کرنے والے رہنماؤں اور عراق کے لیے اقوام متحدہ کی خصوصی ایلچی جینین ہینس پلاسچارٹ نے شرکت کی۔ (ٹی آر ٹی اردو نیوز)

WEEK ENDING-12/09/2022, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail:naqueeb.imarat@gmail.com, Web.www.imaratshariah.com,

نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے